توہینِ رسالت کی سزا موت

(تاریخ مذاہب اور قوانینِ اقوام کے تناظر میں۔ ایک تحقیقی جائزہ)

دوسری قسط

تحریر: عرفان خالد ڈھلوں۔ لیکچرار گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور

پیغمبرِ اسلام کا عفوودرگزر اور مجرمین توہینِ رسالت

پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک خوبصورت گوشہ یہ بھی ہے کہ آپ نے بہت سے مواقع پر اپنی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کے ساتھ عفوودرگزر کا سلوک فرمایا۔ بعض صحابہ کرامؓ یہ عرض کرتے کہ اللہ کے رسول ہم اس گستاخ رسول کو قتل کر دیتے ہیں لیکن آپ اپنے صحابہؓ کو ایسا کرنے سے منع فرما دیتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ عفوودرگزر کی چوٹی پر متمکن تھے۔ رحمۃللعالمین ہونا آپ کی خوبی تھی آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا تھا۔ آپ اپنے دشمنوں کو اکثر معاف فرما دیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

واللہماانتقم لنفسه فی شئی یوئتی الیه قط حتی تنتهک حرمات اللہ (١٦٢)

حضور اکرم ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کسی نے اللہ کی حرمت وعزت کی توہین کی تو پھر اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیا۔

توہین رسالت کے مجرموں کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کے عفوودرگزر کی مثالیں مکی زندگی میں بھی ملتی ہیں اور مدنی زندگی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مکی دور میں جہاں عام مسلمان قریش مکہ کے ہاتھوں ستائے جاتے تھے وہیں نبی اکرم ﷺ بھی ان کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے محفوظ نہ تھے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

کنت بین شر جارین . بین ابی لهب وعقبة بن ابی معیط ان کانالیا تیان بالفروث فیطرحانهاعلی بابی حتی انهم لیاتون ببعض مایطرحون من

الاذی فیطرحونه علی بابی . فیخرج به رسول اللّٰهصلی اللّٰهعلیه وسلم فیقول : یابنی عبدمناف ای جوارهذا ! ثم یلقیه بالطریق(۱۶۳)

میں دو پڑوسیوں کے شر کے درمیان تھا۔ ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط یہ دونوں پاخانہ لاتے تھے اور میرے دروازے پر ڈال دیتے تھے۔ بعض مرتبہ ایسی ناپاک چیزیں ہوتی تھیں جو لوگ پھینک دیتے تھے۔ میرے دروازے پر ڈال جاتے تھے۔ حضورا کرم ﷺ باہر تشریف لاتے اور فرماتے: اے بنی عبد مناف یہ کون سا حق ہمسائیگی ہے۔؟ پھر اسے راستے میں ڈال دیتے تھے۔

مشرکین مکہ جب نبی اکرم ﷺ کو پکارتے تو آپ کے اسم مبارک محمد سے آپ کو نہ پکارتے۔ وہ آپ کو محمد کی بجائے مذمم کہہ کر بلاتے تھے۔ وہ آپ کو مذمم کہہ کر گالی دیتے تھے۔ آپ کفار مکہ کی اس حرکت پر ان سے در گزر فرماتے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الاتعجبون کیف یصرف اللّٰه عنی شتم قریش ولعنهم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد(۱۶۴)

تم اس پر تعجب کیوں نہیں کرتے کہ اللہ نے مجھ کو قریش کی گالیوں اور لعنتوں سے کیسے بچایا۔ وہ مذمم کو گالیاں دیتے اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔

مکہ کے کفار اگر آپ کو مذمم کہہ کر گالی دیتے تھے تو مدینہ میں یہودیوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھ کر آپ کو "السلام علیکم" کہنے کی بجائے "السام علیک" کا جملہ ادا کرنے کا وطیرہ اپنایا ہوا تھا۔ "السلام علیکم" کے معنی ہیں: آپ پر سلامتی ہو۔ جبکہ "السام علیک" کا مطلب ہے" تم پر موت ہو"یہودیوں کی طرف سے ایسے توہین آمیز رویے پر نبی اکرم ﷺ کے جانثار صحابہؓ کا مشتعل ہونا فطری امر تھا۔ کچھ صحابہ نے ایک ایسے ہی یہودی کو قتل کرنے کی اجازت چاہی لیکن آپ نے انہیں منع فرمادیا۔

حضرت مالک بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا اور کہا "السام علیک" (تم پر موت ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: وعلیک (تم پر بھی ہو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو وہ جو کہتا ہے اس نے "السام علیک" (یعنی تم پر موت ہو) کہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! کیا ہم اس کو قتل نہ کردیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں پھر فرمایا:

اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولواوعلیکم(۱۶۵)

جب تمہیں اہل کتاب سلام کہیں تو تم وعلیکم کہو۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ غزوہ بدر سے قبل کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ اپنے گدھے پر سوار راستہ سے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے۔ ان میں عبداللہ بن ابی سلول بھی بیٹھاہوا تھا۔اس وقت وہ ظاہراً بھی اسلام نہیں لایا تھا۔ گدھے کے چلنے سے گرد اڑی جو ان لوگوں پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک کو چادر سے چھپادیا اور کہا کہ گرد مت اڑاؤ۔ حضور اکرم ﷺ نے سلام کیا پھر سواری سے اترے۔ قرآن کی تلاوت فرمائی اور ان سب کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی۔ عبداللہ بن ابی نے کہا اگرچہ تم سچے ہو اور تمہاری بات بھی بہت عمدہ ہے مگر ہمارے کان مت کھاؤ اپنے گھر جاؤ اور جو وہاں تمہارے پاس جائے اس کو سناؤ(۱۶۶)

یہ گستاخانہ انداز تھا جو عبداللہ بن ابی نے اللہ تعالی کے پیغمبر کے ساتھ اپنایا تھا۔ مزید یہ کہ عبداللہ، بن ابی ریاست مدینہ کے حکمران کے ساتھ جسارت گستاخی کررہا تھا لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس سے درگزر فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ آپ نے اپنی عزت اور اپنے اہل خانہ کی توھین کے مرتکب کو سخت ترین سزا دینے کا فیصلہ فرمایا لیکن مجرم کی طرف سے معافی طلب کرنے پر آپ نے اسے معاف فرمادیا۔

صلح حدیبیہ کے بعد کا واقعہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک صاحبزادی حضرت زینب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لارہی تھیں آپ حاملہ تھیں اور اونٹ پر سوار تھیں۔ ھبار بن الاسود نامی ایک قریشی نے اپنے نیزے سے حضرت زینب کی کمر پر اتنی زور سے وار کیا کہ آپ اونٹ سے نیچے زمین پر آگریں۔ جس کے نتیجے میں کچھ عرصہ بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ ھبار بن الاسود اشتہاری قرار دیا گیا۔ واقدی نے "کتاب المغازی" میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ھبار کے بارے میں حکم دیا:

ان اخذ ان یحرق بالنار ثم قال انما یعذبه بالنار رب النار. اقطعوا یدیه ورجلیه ان قدرتم علیه ثم اقتلوه(۱۶۷)

وہ جہاں ملے اسے پکڑلیا جائے اور آگ میں جلادیا جائے پھر فرمایا کہ اسے آگ کا عذاب آگ کا رب دے گا۔ اگر اس پاؤ تو اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دو اور پھر اسے قتل کردو۔

لیکن فتح مکہ تک ھبار مسلمانوں کے ہاتھ نہ آیا۔ فتح مکہ کے بعد وہ کچھ دیر روپوش رہا۔ ایک روز مدینہ میں حضور اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ ھبار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا اور کہا کہ میں اسلام قبول کرنے کیلئے آیا ہوں۔ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی معافی قبول فرمالی اور اسے کسی قسم کی کوئی سزا نہ دی۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے حضرت زبیرؓ جو کہ نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے سے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھجور کے درختوں کو پانی دینے کے بارے میں جھگڑا کیا۔ انصاری کا مطالبہ تھا کہ درختوں کے لئے پانی چھوڑ دیا جائے تا کہ بہتا رہے۔ حضرت زبیرؓ نہیں مانتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلالے پھر پانی کو چھوڑ دے۔ یہ سن کر انصاری نے غصہ سے کہا یارسول اللہ ﷺ زبیر آپ کے پھوپھی کے بیٹے تھے (اس لئے آپ نے ان سے رعایت کی) یہ سن کر حضور اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلالو پھر پانی کو روک لو یہاں تک کہ مینڈوں تک چڑھ جائے (۱۶۸)

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ مال آیا۔ آپ نے اسے لوگوں میں تقسیم کردیا۔ بعد میں دو اشخاص آپس میں باتیں کررہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان کے پاس سے گزرے۔ ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا تھا واللہ اس تقسیم سے نہ تو حضور اکرم ﷺ نے خدا کی خوشی کا ارادہ کیا اور نہ آخرت کے گھر کا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ٹھہر گئے اور دونوں کی باتیں سنیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا اور کہا آپ نے فرمایا کہ کسی کی کوئی بات میرے سامنے نہ لایا کرو۔ ابھی کا واقعہ ہے کہ میں جارہا تھا کہ فلاں اور فلاں سے میں نے یہ باتیں سنیں۔ یہ سن کا حضور اکرم ﷺ کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو گیا اور آپ پر یہ بات بہت گراں گزری۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ عبداللہ جانے دو۔

دیکھو حضرت موسی اس سے بھی زیادہ ستائے گئے تھے۔ لیکن انہوں نے صبر کیا(۱۶۹)

غزوہ حنین کے موقع پر حضور مال تقسیم فرمار ہے تھے کہ ذوالخو یصرہ ہر قوس نامی ایک تمیمی شخص نے کہا۔ اے محمد میں نے خوب دیکھ لیا جیسا کہ تم آج کر رہے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں تم نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا تم نے مال تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا:

ویلک ومن یعدل اذالم اعدل

تمہاری خرابی ہو اگر میرے پاس انصاف نہیں ہوگا تو کس کے پاس ہوگا۔

حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں اس کی گردن اڑادوں آپ نے فرمایا۔ عمر اس کو چھوڑ دے(۱۷۰) جب اس شخص نے پیٹھ پھیری تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

انه یخرج من ضنضئی هذا قوم یحقر احدکم صَلاته مع صلاتهم وصیامه مع صیامهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمی فاینما لقیتموهم فاقتلوهم فانماهم شرقتلی تحت ادیم السماء(۱۷۱)

اس کی نسل سے ایک قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلے میں تمہیں اپنی نمازیں اور جن کے روزوں کے مقابلے میں تم کو اپنے روزے حقیر معلوم ہوں گے۔ لیکن وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ تمہیں جہاں بھی وہ مل جائیں ان کے قتل میں کمی نہ کرو۔ آسمان کے نیچے ان مقتولوں سے بدتر کوئی اور مقتول نہیں۔

ایک نو مسلم صحرائی حضور اکرم ﷺ کو سونا چاندی بانٹتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگا کہ اگر اللہ نے تجھے عدل کا حکم دیا ہے تو تو عدل نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا:

ویلک فمن الذی یعدل علیک بعدی؟ثم قال نبی اللهاحذرواهذا واشباهه فان فی امتی اشباه هذا یقرءون القرآن ولایجاوزترافیهم فاذاخرجوافاقتلوهم ثم اذاخرجوافاقتلوهم ثم اذا خرجوا فاقتلوهم(۱۷۲)

توتباہ ہو اگر میں بھی عدل نہیں کرتا تو میرے بعد کون عادل ہوگا۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ان جیسوں سے بچو۔ میری امت میں اس جیسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور جب وہ نکلیں انہیں قتل کرڈالو۔ پھر جب نکلیں

تومار ڈالو، پھر جب وہ ظاہر ہوں تو ان کی گردنیں ماردو۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول نے ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان لڑائی ہوجانے پر کہا تھا کہ ان مہاجروں سے انتقام لو۔ خدا کی قسم اگر ہم مدینہ دوبارہ لوٹ کرجائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑادوں۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو(۱۷۳)

ام المومنین حضرت عائشہؓ پر جب صفوان بن معطل کے ساتھ تہمت لگائی گئی تو اس تہمت کو پھیلانے میں عبداللہ بن ابی پیش پیش تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی کے متعلق فرمایا:

یامعشرالمسلمین من یعذرنی رجل قدبلغنی عنہ اذاہ فی اھلی

اے مسلمانو! اس شخص سے کون بدلہ لیتا ہے جس نے میری گھروالی پر الزام لگا کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

یہ سنتے ہی قبیلہ بنی شہل کے سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ اگر یہ میرے قبیلے کا ہے تو ابھی اس کی گردن مار کر حاضر کرتا ہوں اور اگر یہ ہمارے بھائیوں خزرج کے قبیلہ سے ہے تو آپ جو حکم دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ یہ سن کر قبیلہ خزرج کا ایک شخص کھڑا ہوا اور بولنے لگا۔ اس گفتگو کے بعد اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ کھڑے ہوگئے اور لڑنے پر مستعد نظر آنے لگے۔ رسول اکرم ﷺ منبر سے دونوں کو خاموش کرار ہے تھے۔ آخروہ خاموش ہوگئے(۱۷۴)

حضرت عائشہؓ پر تہمت والے واقعہ افک میں عبداللہ بن ابی جوکہ اس تہمت کا بانی تھا، کے علاوہ مندرجہ ذیل افراد بھی ملوث تھے۔

۱۔ مسطح بن اثاثہ۔ جو حضرت ابوبکرصدیقؓ کی خالہ کے بیٹے تھے

۲۔ حضرت حسان بن ثابت اور

۳۔ حمنہ بنت جحش(۱۷۵)

جب آیت برات نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے دومردوں یعنی حضرت حسان بن

ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور ایک عورت یعنی حمنہ بنت جحش کو اسی اسی تازیانوں کی سزادی۔ لیکن عبداللہ بن ابی کو کچھ نہ کہا اور اسے چھوڑ دیا(۱۷۶)

نبی اکرم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی پر کوئی حد جاری نہ کی اس لئے کہ حد پاک کرنے کیلئے ہے اور منافق پاک نہیں ہوسکتے۔ عبداللہ بن ابی منافق تھا۔

حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کو دی جانے والی سزا کے بارے میں ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان تینوں کے قتل کا حکم اس لئے نہیں دیا تھا کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت کسی نفاق کی وجہ سے نہیں لگائی، نہ وہ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ اس واقعہ سے حضرت نبی اکرم ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی کوئی شہادت ان کے خلاف ثابت ہوئی(۱۷۷)

فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودیہ عورت نے نبی اکرم ﷺ کو زہر ملا گوشت کھلا کر ماردینے کی گستاخی کی۔ یہ عورت زینب بنت الحارث تھی جو سلام بن مشکم کی بیوی تھی(۱۷۸) کھانے کی دعوت سے قبل اس عورت نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کو بکری کا کونسا گوشت زیادہ مرغوب ہے۔ اس سے کہا گیا دست آپ کو زیادہ پسند ہے۔ اس نے سب سے زیادہ زہر بکری کے اسی عضو میں ملایا(۱۷۹) ابن سعد نے لکھا ہے کہ جب بکری کا گوشت آپ کو تناول کرنے کیلئے پیش کیا گیا تو اس بکری نے کہا کہ میں زہر آلود ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

ارفعوا ایدیکم فانها قد اخبرت انها مسمومة(۱۸۰)

(گوشت سے) اپنے ہاتھ اٹھالو اس بکری نے مجھے بتایا ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ میرے سامنے ان یہودیوں کو جمع کرو جو یہاں پر موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کس چیز نے تمہیں اس پر آمادہ کیا۔ انہوں نے کہا ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر تم جھوٹے ہوگے تو ہمیں تم سے نجات مل جائے گی اور اگر تم نبی ہو تو تمہیں نقصان نہیں پہنچے گا(۱۸۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت کے دوران یہ فرمایا:

یاعائشة مازلت اجدالم الطعام الذی اکلت بخیبر(۱۸۲)

اے عائشہ میں نے خیبر میں جو کھانا کھایا تھا اس کا درد ابھی تک محسوس کرتا ہو۔
حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں اس زہر کا اثر ہمیشہ آپ کے مسوڑوں میں دیکھا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس زہر کی وجہ سے دونوں مونڈھوں کے پیچھے پچھنے لگوائے تھے(۱۸۳)

ایک صحابی بشیر بن البراء بن معرورؓ جو آپ ﷺ کے ہمراہ اس دعوت میں شریک تھے، بکری کا زہر ملا گوشت کھاتے ہی شہید ہوگئے تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد زینب یہودیہ نے زہر ملانے کا اقرار کیا۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قصاصاً قتل کردی گئی(۱۸۴)

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ زینب نے اسلام قبول کرلیا تھا اور اسلام لانے کی وجہ سے وہ قتل نہ کی گئی جبکہ بعض کہتے ہیں کہ زینب وارثان بشیر کے حوالے کردی گئی تھی۔ انہوں نے بشیر بن البراء کے خون کے بدلہ میں اسے قتل کردیا(۱۸۵)

ابن حجر نے فتح الباری میں محمد بن سحنون کا قول نقل کیا ہے کہ علماء حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس یہودیہ کو قتل کردیا تھا(۱۸۶) زینب قصاصاً قتل کردی گئی تھی۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے اپنے حوالے سے اس سے کوئی باز پرس نہ کی۔

نبی اکرم ﷺ کی طرف سے توہین رسالت کے مرتکبین کے ساتھ عفو ودر گزر کی پالیسی اختیار کرنے کے کچھ اسباب تھے۔ مکہ میں مسلمان کفار کے مقابلے میں کمزور تھے ان کی عددی قوت کم تھی۔ وہ سیاسی طاقت واقتدار نہیں رکھتے تھے۔ مکی زندگی میں صرف نبی اکرم ﷺ ہی کفار کے ہاتھوں ستائے نہیں جاتے تھے بلکہ مسلمانوں کی زندگیاں بھی اجیرن کردی گئی تھیں۔ وہ کفار مکہ کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے۔ اس دور میں ایک عام مسلمان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ لینا مسلمانوں کے بس میں نہیں تھا اسی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ کی جانے والی گستاخی کو بھی برداشت کرنا پڑا۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ کافروں کی گستاخیوں کو معاف کردیا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

ولتسمعن من الذین اوتوالکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیراً

وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور (۱۸۷)
اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنوگے۔ اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلے کا کام ہے۔

آنحضرت ﷺ کافروں کی تکلیف کے بارے میں وہی کہا کرتے تھے جو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے کافروں سے جہاد کا حکم نازل فرمایا (۱۸۸)

مدنی زندگی میں اگرچہ نبی اکرم ﷺ کی حیثیت اللہ کے نبی ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست مدینہ کے حکمران کی بھی تھی۔ اب مسلمان سیاسی طاقت رکھتے تھے۔ لیکن مدنی زندگی کے اوائل میں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے توہین رسالت کے مجرمین کو سزا نہ دینے اور ان کے جرم کو معاف کرنے میں ایک مصلحت کارفرما تھی۔ دین اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا۔ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی تھی وہ اس دین کی طرف مائل ہورہے تھے۔ گستاخان رسول کو اس زمانہ میں اس لئے معاف کردیا گیا کہ پیغمبر اسلام کے بارے میں کہیں یہ مشہور نہ ہوجائے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو قتل کردیتے ہیں۔ پیغمبر اسلام کے بارے میں اگر یہ غلط تاثر پیدا ہوجاتا تو لوگ اس نئے دین کو قبول نہ کرتے بلکہ اس سے دور بھاگتے۔

جس انصاری نے حضرت زبیرؓ سے درختوں کو پانی پلانے پر جھگڑا کیا تھا اور نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کو جابرانہ قرار دیا تھا نبی اکرم ﷺ نے اس انصاری کو معاف فرمادیا تھا۔ نووی نے صحیح مسلم میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ "علماء نے کہا کہ اس انصاری نے جو کلمہ کہا اب کوئی ایسا کلمہ آپ کی نسبت کہے تو کافر ہوجائے گا۔ اور اس کا قتل واجب ہوگا۔ آپ نے انصاری کو سزا نہ دی اس لئے کہ شروع کا زمانہ تھا اور آپ منافقوں کی ایذارسانی پر صبر کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کردیتے ہیں (۱۸۹)

منافق عبداللہ بن ابی سلول کے بارے میں حضرت عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے آپ اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اڑادوں تو آپ نے فرمایا

دعه لان یتحدث الناس ان محمد ایقتل اصحابه (۱۹۰)
اس کو چھوڑدو کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کردیتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اسی مصلحت کی بنا پر ان نومسلموں سے بھی عفو ودرگزر فرمایا تھا

جنہوں نے آپ ﷺ کو یہ کہا تھا کہ نعوذ باللہ) آپ مال تقسیم کرنے میں عدل نہیں کرتے۔

فتح مکہ اور عفو عام

جب مکہ فتح ہوا تو نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ وہی شہر جہاں آپ کی ولادت مبارک ہوئی۔ وہی شہر جہاں کے لوگ آپ کے بچپن، لڑکپن اور معصوم اور بے داغ جوانی سے اچھی طرح آگاہ تھے، وہی شہر جس کے باسیوں نے آپ ﷺ کو صادق اور امین جیسے خطابات دیئے تھے۔ وہی شہر جس کے سرداروں لیڈروں اور امیروں نے آپ کی مخالفت پر محض اس لئے کمر کسی لی تھی کہ آپ نے انہیں ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلایا تھا۔ وہی شہر جس کے شہریوں نے تعصب اور عناد کے شرارے اس قدر بھڑکائے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دی اور بالآخر خود بھی اپنے آباؤ اجداد کا شہر مکہ چھوڑا، وہی شہر جہاں آپ پر حالت سجدہ میں اونٹ کی اوجڑی ڈالی گئی، گلے میں کپڑا ڈال کر آپ کو کھینچا گیا۔ آپ کو قتل کر دینے کے منصوبے بنائے گئے "معززین شہر" کے کہنے پر آپ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ کا اور آپ کے خاندان کا معاشرتی مقاطعہ کیا گیا۔ آج فتح مکہ کے دن سارے ظالم مفتوح ہو چکے تھے۔ ہر ایک کو اپنے جرم یاد تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم پر مکہ والے اکٹھے ہو گئے۔ آج فاتح نے اپنے مفتوحین کی قسمتوں کا فیصلہ کرنا تھا۔ ہر شخص اچھی طرح جانتا تھا کہ اس نے کس کس موقع پر نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ کیا کیا ظلم اور زیادتیاں کی تھیں۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ایسی فتح کے موقع پر فاتح اپنے مفتوحین کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں۔ ہر شخص خوفزدہ تھا کہ اسے اس کے جرائم کی کیا سزا ملے گی۔ لیکن مکہ کا فاتح کوئی عام انسان نہیں تھا بلکہ وہ اللہ کے رسول تھے۔ انہوں نے فاتحین کی تاریخ میں ایک نیا باب رقم کیا۔ آپ کفار مکہ سے خطاب عام سے قبل مکہ کے سردار ابوسفیان کو یہ اعزاز دے چکے تھے کہ جو شخص اس کے گھر داخل ہو جائے گا اسے امان حاصل ہو جائے گی۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من دخل دار ابی سفیان فهو امن ومن القی السلاح فهو امن ومن اغلق بابه فهو امن(۱۹۱)

جو ابوسفیان کے گھر داخل ہوا اسے امان ہے، جس نے ہتھیار پھینک دیے اسے امان ہے اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھا رہا اسے بھی امان ہے۔
پھر مجرمین کی طرف مخاطب ہو کر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:
ماتظنونی ؟
تم کیا گمان کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ وہ بولے:
نظن خیرا ونقول خیرا اخ کریم وابن اخ کریم قدقدرت (۱۹۲)
ہم اچھا ہی گمان کرتے ہیں اور اچھا ہی کہتے ہیں۔ تم شریف بھائی اور شریف بھائی کے بیٹے ہو قدرت پا کر اچھا ہی سلوک کرو گے۔
آپ ﷺ نے فرمایا
مثلی ومثلکم کما قال یوسف لاخوته : لا تثریب علیکم الیوم . یغفر الله لکم وهو ارحم الراحمین (۱۹۳)
میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔
مکہ کے لوگ جو خود کو رسول اللہ ﷺ کا مجرم سمجھتے ہوئے اپنے جرائم کی سزائیں سننے کے منتظر تھے جب انہوں نے دہن نبوی ﷺ سے عام معافی کے الفاظ نکلتے ہوئے سنے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ایک نامور سردار عتاب بن اسید جو تھوڑی دیر قبل خوفزدہ ہو کر کعبہ کی دیوار کے نیچے دبکا بیٹھا تھا "لاتثریب علیکم الیوم" کے الفاظ سن کر خوشی سے اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر مقرر فرمایا۔ (۱۹۴) فاتحین کی تاریخ میں یہ بھی انوکھی مثال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مفتوح قوم کے ایک فرد کو مفتوحہ شہر کا حکمران مقرر فرمایا اور وہاں اپنا کوئی سپاہی چھوڑے بغیر اپنے لشکر سمیت مدینہ واپس تشریف لے آئے۔
فتح مکہ کے موقع پر اگرچہ عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا لیکن چند لوگ اس اعلان سے مستثنی قرار دئے گئے۔ دنیا کی عام جنگی روایتوں کی طرح نبی اکرم ﷺ اپنی مفتوحہ قوم کے ساتھ جیسا بھی سلوک فرماتے، تاریخ اس کی تائید اور جواز میں بہت سی مثالیں پیش کر دیتی۔ اس عظیم فتح کے موقع پر پیغمبر اسلام نے اپنے دشمنوں سے گن گن کر بدلے نہیں لئے۔ جو

چند لوگ عام معافی سے محروم رکھے گئے وہ قتل کردیے گئے ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ اس موقع پر کتنے لوگوں کے قتل کا فیصلہ کیا گیا ان کی تعداد کے بارے میں مؤرخین کے مابین اختلاف پایاجاتا ہے۔

ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آٹھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا(۱۹۵) مردوں میں سے ایک ابوجہل کا بیٹا عکرمہ تھا جو اپنے باپ کی طرح نبی اکرم ﷺ کو اذیت دیتا تھا۔ اور آپ سے دشمنی رکھتا تھا۔ وہ جہاز میں سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ جہاز طوفان میں پھنس گیا۔ بیوی کی زبانی حضور کی رحمت عام کی خبر سن کرمکہ واپس آگیا اور اسلام قبول کرلیا۔ دوسرے شخص کا نام صفوان بن امیہ بن خلف تھا۔ یہ بھی مکی زندگی میں اللہ کے نبی سے شدید دشمنی رکھتا تھا۔ اس نے دوماہ کی مہلت مانگی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم کو چارماہ کی مہلت ہے۔(۱۹۶) اس نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا۔ تیسرے کا نام عبداللہ بن ابی سرح تھا۔ جو کاتب وحی تھا پھر مرتد ہوگیا اور فتح مکہ کے موقع پر فرار ہو کر حضرت عثمانؓ کے پاس چلا گیا۔ اور امان کی درخواست کی۔ حضرت عثمانؓ اسے لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس کی بیعت فرمائیں۔ آپ نے تین مرتبہ سر مبارک اٹھا کر اس کی طرف دیکھا گویا ہر دفعہ انکار کیا۔ آخر تین دفعہ کے بعد بیعت فرمائی بعد میں آپ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اما كان فيكم رجل رشيد يقوم الى هذا حيث انى كففت يدى عن بيعته فيقتله

کیا تم میں کوئی بھی ایسا سمجھ دار آدمی نہ تھا جو اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوتا اور جب میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ روک لیا تھا تو وہ اس کو قتل کردیتا۔

صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں آپ کے دل کی بات کیسے معلوم ہوتی۔ آپ نے آنکھ سے اشارہ کردیا ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ ظاہر میں چھپا رہے اور آنکھ سے اس کے خلاف اشارہ کرے(۱۹۷)

چوتھے شخص کا نام عبداللہ بن خطل ہے۔ یہ مرتد ہو گیا تھا۔ اس نے دو لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے نام فرتنا اور ارنب تھے۔ عبداللہ بن خطل نبی اکرم ﷺ کی ہجو میں شعر کہتا۔ اس کی دونوں لونڈیاں ان ہجویہ اشعار کو گاتی تھیں۔ اس موقع پر مشرکین مکہ بھی جمع

ہوتے تھے۔ ان میں شراب و کباب کی محفل لگتی اور یہ دونوں لونڈیاں اس محل میں نبی اکرم ﷺ کی ہجو میں لکھے گئے عبداللہ بن خطل کے اشعار کو گا کر سناتی تھیں۔(۱۹۸) عبد اللہ بن خطل کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا۔

اقتلوه حيث وجدتموه (۱۹۹)

اسے جہاں پاؤ اسے قتل کردو۔

وہ کعبہ کے پردوں کے نیچے چھپا ہوا پایا گیا اسے وہاں قتل کردیا گیا(۲۰۰) اسے ارتداد میں قتل کیا گیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اسے عمار بن یاسر کے قصاص میں قتل کیا گیا(۲۰۰۱)

پانچواں شخص الحویرث بن نقیذ بن وھب تھا جو مکہ میں نبی اکرم ﷺ کو اذیتیں دیا کرتا تھا۔ اور آپ کی ہجو کہتا تھا۔(۲۰۱) اس نے حضور اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے ساتھ ہجرت کے موقع پر شرارت بھی کی تھی اور ان دونوں کو اونٹنیوں سے گرا دینا چاہا تھا۔ یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ تھیں۔ جنہیں حضرت عباسؓ مکہ سے لے کر مدینہ چلے تھے(۲۰۲) یہ اپنے گھر میں چھپ گیا تھا۔ حضرت علیؓ اس شخص کو ڈھونڈ رہے تھے۔ اس نے اپنے گھر سے نکل کر مختلف گھروں سے چھپتے چھپاتے بھاگ جانے کی کوشش کی لیکن حضرت علیؓ نے اسے پکڑ کر قتل کردیا(۲۰۳)

ایک شخص مقیس بن صبابہ تھا جو مرتد ہو گیا تھا اور ارتداد میں قتل کردیا گیا۔

عام معافی سے مستثنیٰ قرار دیے جانے والوں میں ایک اور شخص عبداللہ بن الزبعری السہمی تھا جو مکہ میں نبی اکرم ﷺ کی ہجو کہتا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر نجران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ پھر واپس آیا اور نبی سے معافی کا خواستگار ہو۔ آپ نے اسے معاف کردیا۔ اسلام قبول کرنے پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے۔

یارسول الملیک ان لسانی اتق ما فتقت اذا انا بور
اذاباری الشیطان فی سنن الف ی و من میله مثبور
آمن اللحم و العظام بربی ثم نفسی الشهید انت النذیر (۲۰۴)

ایک وحشی بن حرب تھا جس نے غزوہ بدر کے موقع پر حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا اور ایک حویطب بن عبدالعزیٰ تھا۔ ان دونوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور معاف کردئے گئے تھے

ابن الاثیر نے جن چار عورتوں کے نام بتلائے ہیں جنہیں فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کے اعلان سے مستثنیٰ قرار دے کر ان کی سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا۔ ان میں سے ایک ہندہ بنت عتبہ تھی۔ جو نبی اکرم ﷺ کو مکہ میں اذیتیں دیا کرتی تھی۔ اور جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ اس نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ دوسری کا نام سارہ تھا جو عمرو بن عبدالمطلب بن ھاشم کی لونڈی تھی۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی ہجو کو گا گا کر سنایا کرتی تھی۔ اس کو فتح مکہ کے روز حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ دوسری دو عورتیں عبد اللہ بن خطل کی لونڈیاں فرتنا اور ارنب تھیں۔ یہ دونوں بھی مغنیہ تھیں اور سارہ کی طرح نبی پاک کی ہجو گایا کرتی تھیں۔ فرتنا اور ارنب دونوں میں سے ایک قتل کردی گئی۔ فتوح البلدان میں ہے کہ دوسری بھیس بدل کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امان چاہی اور اسلام قبول کیا۔ نبی اکرم ﷺ اس کو پہچانتے نہ تھے مگر جب آپ کو اس کے بارے میں معلوم ہوا تو پھر آپ نے کوئی تعرض نہ فرمایا(۲۰۵)واقدی نے لکھا ہے کہ جس کو امان ملی اور جو اسلام لے آئی تھی وہ فرتنا تھی۔ یہ عورت حضرت عثمانؓ کے عہد میں پسلیاں ٹوٹ جانے کی وجہ سے فوت ہوئی۔(۲۰۶)ابن ہشام نے ایک سارا نامی لونڈی کا ذکر کیا ہے جسے امان طلب کرنے پر حضور ﷺ نے معاف کردیا تھا۔ یہ عورت حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک گھوڑی کے پاؤں تلے روندے جانے کی وجہ سے مقام البطح میں ہلاک ہوئی(۲۰۶-۱)ابن اسحاق نے فتح مکہ کے روز مقتولین کی تعداد آٹھ بتائی ہے(۲۰۷)

ابن سعد نے حضرت سعید بن المسیب کی روایت سے کہا ہے کہ یوم الفتح کو جن چار اشخاص کے قتل کا نبی ﷺ نے حکم فرمایا تھا ان میں ابن ابی سرح، فرتنا، الزلعبری اور ابن خطل شامل تھے(۲۰۸)

سنن ابی داؤد میں چار افراد کے قتل کا ذکر ہے۔(۲۰۹)

سنن نسائی میں ہے کہ چار مرد اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا گیا تھا(۲۱۰)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن سر مبارک پر خود رکھے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے خود اتارا ہی تھا کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردے پکڑے ہوئے موجود ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کردو(۲۱۱)

زادالمعاد میں ہے کہ فتح مکہ کے دن چار مرد اور دو عورتوں کو قتل کیا گیا۔ یہ آپ کی ہجو کرتے تھے اور آپ کو تکلیفیں اور ایذا دیتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں بار بار معاف کیا گیا تھا۔ گرفتار کرنے کے بعد رہائی دی گئی تھی۔ ان کے قول واقرار پر اعتبار کیا گیا تھا لیکن ہر بار انہوں نے وعدہ خلافی کی اور صرف موقع سے فائدہ اٹھا کر رہا ہوتے رہے اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے (۲۱۲)

سید امیر علی نے لکھا ہے کہ اپنے بدترین دشمنوں کے شہر میں فاتحانہ داخل ہونے کے بعد آپ نے واجب القتل لوگوں کی جو فہرست بنائی ان میں صرف چار مجرموں کے نام تھے جنہیں عدل وقانون مستوجب سزا قرار دے چکا تھا (۲۱۲)

مؤرخین کی اکثریت نے فتح مکہ کے موقع پر قتل کا حکم سنائے جانے والے مردوں کی تعداد چار بتائی ہے۔ صرف ابن اسحاق نے ان کی تعداد آٹھ لکھی ہے۔ ابن اسحاق کے بارے میں شبلی نعمانی نے لکھا ہے:

"محمد بن اسحاق تابعی ہیں۔ اک صحابی (حضرت انسؓ) کو دیکھا تھا۔ ان کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کی نسبت محدثین میں اختلاف ہے۔ امام مالک ان کے سخت مخالف ہیں۔ لیکن محدثین کا عام فیصلہ یہ ہے کہ مغازی اور سیر میں ان کی روایتیں اسناد کے قابل ہیں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان کی روایت نہیں لی۔ لیکن جزء القراءۃ میں ان سے روایت کی ہے۔ تاریخ میں تو اکثر واقعات ان ہی سے لئے ہیں۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ محدثین کو محمد بن اسحاق کی کتاب پر اعتراض تھا تو یہ تھا کہ خیبر وغیرہ کے واقعات وہ ان یہودیوں سے دریافت کر کے داخل کتاب کرتے تھے جو مسلمان ہو گئے تھے اور چونکہ یہ واقعات انہوں نے یہودیوں سے سنے ہوں گے اس لئے ان پر پورا اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ ذہبی کی تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن اسحاق یہود و نصاری سے روایت کرتے تھے اور ان کو ثقہ سمجھتے تھے (۲۱۴)

فتح مکہ کے موقع پر قتل کا حکم سنائے جانے والوں کی تعداد میں اختلاف پر شبلی نعمانی لکھتے ہیں "ارباب سیر کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گو اہل مکہ کو امن عطا کیا تھا تاہم دس شخصیتوں کی نسبت حکم دیا تھا کہ جہاں ملیں قتل کر دیے جائیں ان میں سے بعض مثلاً عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ خونی مجرم تھے اور قصاص میں قتل کر دیئے گئے لیکن متعدد

ایسے تھے کہ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کو ستایا کرتے تھے یا آپ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت اس جرم پر قتل کر دی گئی کہ وہ آپ ﷺ کے ہجو یہ اشعار گایا کرتی تھی۔

لیکن محدثانہ تنقید کی رو سے یہ بیان صحیح نہیں اس جرم کا مجرم تو سارا مکہ تھا۔ کفار قریش میں سے (بجز دو چار کے) کون تھا جس نے آپ ﷺ کو سخت سے سخت ایذائیں نہیں دیں بااین ہمہ انہی لوگوں کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ "انتم الطلقاء" جن لوگوں کا قتل بیان کیا جاتا ہے وہ تو یقیناً کم درجہ کے جرم تھے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت صحاح ستہ میں موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ خیبر میں جس یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا اس کی نسبت لوگوں نے دریافت بھی کیا کہ اس کے قتل کا حکم ہوگا۔ ارشاد ہوا کہ نہیں۔ خیبر کے کفرستان میں ایک یہودیہ زہر دے کر رحمت عالم ﷺ کے طفیل سے جانبر ہو سکتی ہے تو حرم میں اس سے کم درجہ کے مجرم عفو نبوی ﷺ سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں۔

اگر درایت پر قناعت نہ کی جائے تو روایت کے لحاظ سے بھی یہ واقعہ بالکل ناقابل اعتبار رہ جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں صرف ابن خطل کا قتل مذکور ہے اور یہ عموماً مسلم ہے کہ وہ قصاص میں قتل کیا گیا۔ مقیس کا قتل بھی شرعی قصاص تھا۔ باقی جن لوگوں کی نسبت حکم قتل کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی زمانہ میں آنحضرت ﷺ کو ستایا کرتے تھے۔ وہ روایتیں صرف ابن اسحاق تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ یعنی اصول حدیث کی رو سے وہ روایتیں منقطع ہیں جو قابل اعتبار نہیں۔ زیادہ معتبر روایت جو اس بارے میں پیش کی جاسکتی ہے وہ ابوداؤد کی ہے جس میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ چار شخصوں کو کہیں امان نہیں دی جاسکتی۔ لیکن ابوداؤد نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند جیسی مجھے چاہیے تھی مجھ کو نہیں ملی (۲۱۵)

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ الحویرث بن نقیذ کے علاوہ دوسرے تمام اشخاص دیگر جرائم کی وجہ سے قتل کئے گئے۔ صرف الحویرث بن نقیذ کو توہین رسالت کے جرم میں قتل کیا گیا۔ اور یہ واقعہ بھی شبلی نعمانی کی تنقید کی زد میں ہے۔

عورتوں میں صرف دو لونڈیاں سارہ اور فرتنا توہین رسالت کے جرم میں قتل کردی گئیں۔

ایک اور شخص کعب بن زہیر کا ذکر ملتا ہے(۲۱۶) ابن قیم اور البغدادی نے لکھا ہے کہ کعب اور بجیر بن زہیر ایک مرتبہ مدینہ کے قریب سے گزرے تو بجیر نے کعب سے کہا تم ان بکریوں کے پاس ٹھہرو میں محمد (ﷺ) کی باتیں سن کر آیا۔ بجیر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا۔ پیچھے کعب نے اپنے بھائی کا زیادہ دیر انتظار نہ کیا اور واپس چلا گیا۔ کعب نے اپنے بھائی کو ایک خط میں شعر لکھ کر بھیجے جس میں اس کے اسلام قبول کرنے، اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمان عورتوں پر طعن و تشنیع کی گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو جب کعب کے اشعار کا علم ہوا تو آپ نے اس کا خون مباح کردیا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ جب نبی اکرم ﷺ طائف سے تشریف لائے تو بجیر نے کعب کو خط لکھا اور اسے اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ایسے آدمیوں کو قتل کردیا ہے جو آپ کی ہجو کہتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے۔ اور شعرائے قریش میں سے جو باقی ہیں یعنی ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وھب تو وہ اس طرح فرار ہوئے کہ ان کچھ پتہ ہی نہیں چلا اس لئے اگر تیرے دل میں لگاؤ ہو تو نبی کی خدمت میں حاضر ہوجا کیونکہ جو بھی آپ کے پاس تائب ہو کر مسلمان ہو کر حاضر ہوتا ہے آپ اسے قتل نہیں کرتے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اپنا انتظام کرلے۔ اس نے حاضر ہونے سے انکار کردیا اور جواب میں چند اشعار لکھ کر بھیج دیئے۔ بجیر نے پھر کعب کو خط لکھا اور اشعار میں اسے اسلام کی دعوت دی اور یقین دلایا کہ اگر اس نے اسلام قبول نہ کیا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ تم نجات نہ پاسکو گے۔ کعب کو جب یہ خط ملا تو اس پر زمین تنگ ہو گئی۔ اور اسے اپنے متعلق خطرہ ہوا اور وہ کہنے لگا کہ مجھے قتل کردیا جائے گا۔ آخر اس نے رسول اکرم ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس میں اپنے خوف و ہراس اور اپنے دشمن کی طرف سے چغلی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد وہ مدینہ میں حاضر ہوا اور اپنے ایک دوست کے گھر قیام کیا۔

صبح کو جب نبی اکرم ﷺ نے نماز صبح ادا کی تو اس نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ وہ اٹھا اور نبی کی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ نبی کے ہاتھ پر رکھا رسول ﷺ اسے پہچانتے نہ تھے۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کعب بن زہیر

آپ سے امان کی درخواست لے کر حاضر ہونا چاہتا ہے۔ جو تائب اور مسلمان ہو کر حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا اگر میں اسے آپ کی خدمت میں لے آؤں تو آپ اس کی درخواست قبول فرمالیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں کعب بن زہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک صحابی اچھل کر اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں میں اللہ کے اس دشمن کی گردن اڑادوں۔ آپ نے فرمایا۔ اسے رہنے دو وہ تائب ہو کر حاضر ہے۔

ایک اور روایت میں کعب کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں ہے کہ کعب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا اور اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسے لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا ایک شخص اسلام لانا چاہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے کلمہ پڑھا۔ پھر چہرے سے رومال ہٹایا تو آپ ﷺ نے پوچھا تم نے وہ شعر کہے تھے کعب نے کہا میں نے اس طرح سے کہے تھے پھر وہ قصیدہ پڑھا جو قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر اتار کر اسے دے دی جو بعد میں کعب کے خاندان نے حضرت امیر معاویہؓ کو چالیس ہزار درہم اور ایک دوسری روایت کے مطابق بیس ہزار درہم میں بیچ دی۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے خلفاء اس چادر کو زیب تن کر کے عید کے دن نماز پڑھنے جایا کرتے تھے۔ سید امیر علی نے روح اسلام میں لکھا ہے کہ اب یہ چادر سلطنت عثمانیہ (موجودہ ترکی) میں محفوظ ہے (۲۱۷)

سیرت ابن ہشام میں حرث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ کا واقعہ درج ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر دونوں بھاگ کر حضرت ام ہانی بنت ابی طالب (حضرت علیؓ کی بہن) کے گھر آئے۔ حضرت ام ہانی نے ان دنوں کو کوٹھڑی میں بند کر دیا ان دونوں کے پیچھے ان کے بھائی حضرت علیؓ تلوار لئے آئے اور کہا میں ان دونوں کو قتل کرتا ہوں۔ یہ دونوں ام ہانی کے خاوند ہبیرہ بن ابی وھب مخزومی کے رشتہ دار تھے۔ ام ہانی ان دونوں کو بند کر کے حضور ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت ایک برتن سے پانی لے کر غسل فرمارہے تھے۔ حضرت فاطمہؓ چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر سمیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعت ادا کیں۔ پھر حضرت ام ہانی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے ام ہانی خوب آئیں۔ اچھی ہو؟ انہوں نے عرض کیا حضور میرے

خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر پناہ گزیں ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی۔ جاؤ علی ان کو قتل نہ کریں گے(۲۱۸)

مکہ میں نبی اکرم ﷺ کو ستانے والوں میں ایک ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کا رضاعی بھائی تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے چند دن کیلئے اسے دودھ پلایا ہوا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی بعثت کا اعلان کیا تو اس نے آپ کی دشمنی کرنا شروع کردی۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ جتنا زیادہ عناد اس شخص نے پیغمبر اسلام سے رکھا شاید ہی کسی اور نے رکھا ہو۔ پھر اللہ تعالی نے اس کے دل میں ایمان کی شمع روشن کردی(۲۱۹)

نبوی عفو ودرگزر کی مصلحتیں

مکی زندگی میں اور مدنی زندگی کے اوائل میں نبی اکرم ﷺ کا توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو معاف کردینا اور ان سے عفو ودرگزر کا رویہ اختیار کرنے میں مندرجہ ذیل مصلحتیں کارفرما تھیں۔

۱۔ مکی زندگی میں کفار مکہ کی جانب سے کی جانے والی ظلم وزیادتیوں اور گستاخیوں کے مقابلے میں اللہ کے رسول ﷺ نے صبر اختیار کیا ہوا تھا۔ مسلمان افرادی قوت کے لحاظ سے کمزور تھے۔ مکہ میں سیادت اور غلبہ دشمنان اسلام کو حاصل تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ ان کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کا فوری بدلہ لے سکیں۔ لہذا انہوں نے صبر اور انتظار کی پالیسی اختیار کی اور یہ پالیسی حکم خداوندی کے عین مطابق تھی۔

۲۔ مدینہ میں اگرچہ مسلمان ایک سیاسی قوت تھے۔ شریعت کو ریاست مدینہ کے بالاتر قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ لیکن یہ دین اسلام کی نمو اور اس کے اوائل کا زمانہ تھا۔ لوگ مسلمان ہو رہے تھے۔ اس دوران اگر منافقین یا بعض نو مسلم لوگوں کی جانب سے توہین رسالت کے واقعات ہوئے تو ان سے مصلحتاً چشم پوشی کی گئی تاکہ نئے مسلمان ہونے والے اور اسلام کیلئے نرم گوشہ رکھنے والے غیر مسلم اسلام اور پیغمبر اسلام سے بدظن نہ ہوجائیں کہ اس دین کے نبی تو اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کردیتے ہیں۔ اس طرح لوگ اسلام اور اس کے

پیغمبر کے قریب آنے کی بجائے ان سے دور بھاگ جاتے۔ اسی مصلحت کی رعایت سے منافقین نے بھی فائدہ اٹھایا۔ گستاخ منافقین کو اس لئے بھی نہ قتل کیا گیا کہ ان کا معاملہ پوشیدہ تھا اور ظاہر میں وہ ایمان اور اسلام کے دعویدار تھے۔ لہذا دین اسلام کے ابتدائی دور میں پیغمبر اسلام کی پالیسی کا دوسرا نکتہ یہ تھا کہ نومسلموں کی تالیف قلب اور غیر مسلموں کو دین اسلام کی طرف رغبت دلانے کیلئے عفو ودر گزر سے کام لیا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا:

ولا تزال تطلع علی خائنة منهم الا قليلا منهم فاعف عنهم واصفح . ان الله يحب المحسنين (۲۲۰)

اور آئے دن تمہیں ان کی کسی نہ کسی خیانت کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ ان میں سے بہت کم لوگ اس عیب سے بچے ہوئے ہیں۔ لہذا انہیں معاف کرو اور ان کی حرکات سے چشم پوشی کرتے رہو۔ اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو احسان کی روش رکھتے ہیں۔

ایک اور موقعہ پر اللہ تعالی نے فرمایا:

فبما رحمة من الله لنت لهم . ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولک. فاعف عنهم واستغفرلهم وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله ان الله یحب المتوكلين (۲۲۱)

(اے پیغمبر) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کیلئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔ ان کے قصور معاف کردو۔ ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہوجائے تو پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔

۳۔ جہاں تک حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کا تعلق ہے:

ماانتقم لنفسه فی شئی یوتی الیه قط الا ان تنتهک حرمة الله فینتقم لله (۲۲۲)

حضور اکرم ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ لیکن اگر کسی نے اللہ کی حرمت وعزت کی توہین کی تو پھر اللہ کی خاطر اس کا انتقام لیا۔

اس حدیث کی تشریح میں قاضی عیاض نے اپنی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ ﷺ" میں لکھا ہے:

فاعلم ان هذا لا يقتضى انه لم ينتقم ممن سبه او آذاه او كذبه فان هذه من حرمات اللّٰهالتى انتقم لها وانمايكون مالا ينتقم منه له فيما تعلق بسوءادب اومعاملة من القول والفعل بالنفس والمال ممالم يقصد فاعله به اذاه لكن مما جبلت عليه الا عراب من الجفاء والجهل اوجبل عليه البشرمن السفه(۲۲۳)

پس جان لو کہ اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ آپ نے اس شخص سے انتقام نہیں لیا جس نے آپ کو گالی دی یا آپ کو تکلیف دی یا آپ کی تکذیب کی۔ کیونکہ یہ تو سب اللہ تعالی کی حرمات میں سے ہیں اور اللہ کی حرمات کی توہین ہے۔ اس لئے آپ نے ان کا انتقام لیا۔ لیکن اگر کسی نے آپ سے سوئے ادب سلوک کیا یا قول اور فعل سے آپ کی جان اور مال کے ساتھ کوئی بدمعاملہ کیا اور ایسا کرنے والے کا ارادہ آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا بلکہ ایسا اس نے اپنی فطری جبلت کی بنا پر کیا جیسے بدوؤں نے آپ سے جہالت اور اجڈپن کی بنا پر آپ سے کوئی براسلوک کیا یا بشری تقاضوں، کمزوریوں کی بنا پر کوئی عمل ہوگیا تو آپ ﷺ نے اس کا انتقام نہیں لیا۔

مثال کے طور پر حضرت زبیرؓ کے ساتھ درختوں کو پانی دینے میں جھگڑنے والے انصاری کا حضور اکرم ﷺ کو یہ کہنا کہ آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کی طرفداری کی ہے یا ایک موقع پر مال کی تقسیم پر دو اشخاص نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ نے ایسا کرکے نہ خدا کی خوشی کا ارادہ کیا نہ آخرت کے گھر کا یا غزوہ حنین کے موقع پر ذوالخویصرہ ہرقوسی تمیمی کا رسول اکرم ﷺ کو یہ کہنا کہ آپ نے مال تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا یا ایک دوسرے موقع پر ایک نومسلم صحرائی کا سونا چاندی کی تقسیم پر حضور ﷺ کو یہ کہنا کہ اگر اللہ نے مجھے عدل کرنے کا حکم دیا ہے تو تو عدل نہیں کرتا۔ یا اعرابیوں اور بدوؤں کا آکر حضور ﷺ کو گھر سے باہر اے محمد، اے محمد کہہ کے بلانا، یہ اور ان جیسے دیگر واقعات یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کا مقصد اللہ کے نبی کو ایذا پہنچانا یا آپ کی توہین کرنا نہیں تھا۔ یہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ بدویت، جاہلی انداز

اور دنیا کے مال ودولت کی محبت ابھی ان پر غالب تھی۔ مکتب نبوی سے مکمل طور پر تربیت یافتہ نہیں تھے۔ اور نہ ہی ابھی مزاج نبوی سے صحیح طور پر آشنا ہوئے تھے۔ لہذا اللہ کے نبی ﷺ نے ان کی ان باتوں سے درگزر فرمایا۔

لیکن جن لوگوں نے آپ کو قصداً ایذا پہنچائی، آپ کی اور آپ کے منصب کی توہین کی، ایسے لوگوں کو شریعت اسلامی کے قانون کے مطابق کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ مثلاً جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن خطل اور اس کی دو لونڈیاں فرتنا اور ارنب، الحویرث بن نقیذ، مقیس بن صبابہ، ہند بنت عتبہ، عبداللہ بن ابی سرح، عکرمہ، امیہ بن خلف، الزبعری اور کعب بن زہیر وغیرہ مجرموں کے قتل کا حکم سنایا۔ ان میں سے جنہوں نے اسلام قبول کرلیا انہیں معاف کردیا گیا جبکہ دوسرے توہین رسالت کے جرم میں قتل کردیئے گئے۔ ان کے علاوہ ایک گستاخ مشرک، نبی سے جھوٹ منسوب کرنے والا ایک شخص ایک شاتمہ عورت، عصماء بن مروان، عقبہ بن ابی معیط، ابی بن خلف کعب بن الاشرف، ابو عفک اور ابورافع وغیرہ پر توہین رسالت کا جرم ثابت ہوجانے پر انہیں سزائے موت دی گئی۔ اور یہ مثالیں بھی تاریخ میں محفوظ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان گستاخان رسول کا خون مباح اور ساقط کردیا تھا جنہیں گستاخی رسول کرنے پر مسلمانوں نے قتل کردیا تھا۔ مثلاً ایک مسلمان نے ایک گستاخۂ رسول یہودیہ عورت کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ ایک نابینا نے اسی جرم کا ارتکاب کرنے پر اپنی لونڈی کو قتل کردیا تھا۔ ایک صحابی جن کا نام عمر بن امیہ تھا انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی کرنے پر اپنی بہن کا خون کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ سے کام نہ لیا۔ ان تمام واقعات میں نبی اکرم ﷺ نے مقتولین کا خون مباح قرار دیا اور انہیں قتل کرنے والوں پر کسی قسم کی کوئی گرفت نہیں کی گئی۔ (ان کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا)

نبی کی عزت واحترام کرنا اللہ تعالی کی حرمات میں شامل ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ بلند مقام ومرتبہ خود اللہ تعالی نے عطا کیا ہے۔ جو نبی کے مقام کو گراتا ہے اور اس کی توہین کرتا ہے وہ اللہ کی توہین کرتا ہے۔ اللہ کی طے کردہ حرمات کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایک نبی کی شان منصب سے بعید ہے کہ وہ اللہ کی حرمات کی توہین ہوتے ہوئے دیکھے اور خاموش رہے۔

حضور ﷺ کی توہینِ رسالت کے مجرمین کو بددعا اور ان پر عذاب الہی:

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ اپنی مکی زندگی میں سیاسی غلبہ اور سیادت نہ رکھنے کی وجہ سے توہین رسالت کے مجرمین کے خلاف کوئی باقاعدہ قانونی و عملی اقدام نہیں اٹھا سکتے تھے ۔ آپ نے ان کی طرف سے دی جانے والی تکلیفوں اور گستاخیوں پر صبر کیا لیکن آپ کی حیات طیبہ کے مکی عہد میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ آپ نے توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف بددعا فرمائی اور یہ مجرمین اللہ تعالی کے عذاب سے دوچار ہو کر واصل جہنم ہوئے۔

نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کا پہلا مجرم آپ کا چچا ابولہب تھا۔ اس کا اصل نام عبدالعزی بن عبد المطلب تھا۔ اس کا چہرہ اتنا سرخ اور سفید تھا کہ ابولہب کہ لقب سے پکارا جاتا تھا۔ جب حضور ﷺ نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر مکہ والوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلایا تو ابولہب نے مجمع سے آگے بڑھ کر سب سے پہلے آپ کی مخالفت کی اور کہا:

تبالک سائراليوم ألهذا جمعتنا (۲۲۳)

سارا دن تمہاری بربادی ہو کیا تم نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا۔

یہ نبی اکرم ﷺ کے بار میں بہت زیادہ جھوٹ بکتا۔ ابولہب آپ کا ہمسایہ بھی تھا۔ وہ ہمیشہ آپ کو تکلیف دیتا اور حقوق ہمسائیگی کا ذرا بھی خیال نہ رکھتا۔ وہ آپ کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینک دیتا تھا۔

غزوۂ بدر میں جب کفار مکہ کو شکست ہوئی تو اس میں مکہ والوں کے بڑے بڑے سورما مارے گئے تھے۔ اس شکست کی خبر جب مکہ پہنچی تو ابولہب کو اتنا زیادہ دکھ ہوا کہ سات دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ اور "عدسہ" نامی بیماری میں مبتلا ہوا جو طاعون سے ملتی جلتی ہے۔ اس بیماری کے دوران اس کے اہل خانہ چھوت کے ڈر سے اس کے قریب نہ آتے تھے۔ مرنے کے بعد بھی تین دن تک کوئی شخص اس کی لاش کے قریب نہ آیا۔ اس کی لاش گل سڑ گئی۔ اس سے سرانڈ اور بدبو پھیلنے لگی۔ جب لوگوں نے اس کے بیٹے کو طعنے دینے شروع کیے تو انہوں نے کچھ حبشیوں کو اجرت دے کر اس کی لاش اٹھوائی اور انہی حبشیوں

نے اسے دفن کیا۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ انہوں نے گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی اور پتھر ڈال کر اسے پر کر دیا (۲۲۵)

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے (۲۲۶) نبی اکرم ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے چند دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تم میں سے کوئی شخص فلاں قبیلہ کی اونٹنی کی اوجھڑی لے آئے اور اس کو محمد (ﷺ) کی پشت پر جب وہ سجدہ میں جائیں رکھ دے۔ سب سے زیادہ بدبخت عتبہ اٹھا اور اس کو لے آیا اور دیکھتا رہا جب نبی اکرم ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے فوراً اوجھڑی کو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا مگر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ کاش میرے ہمراہ کچھ لوگ ہوتے پھر وہ لوگ ہنسنے لگے۔ اور ایک دوسرے پر مارے ہنس کے گرنے لگے۔ رسول اکرم ﷺ سجدہ میں تھے وہ اپنا سر نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ فاطمہ آئیں اور انہوں نے اسے آپ کی پیٹھ سے اٹھا کر پھینکا۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پھر تین مرتبہ آپ نے فرمایا:

اللهم عليك بقريش

اے اللہ قریش کی ہلاکت یقینی فرما

ان پر یہ شاق ہوا کیونکہ آپ نے انہیں بددعا دی۔ وہ جانتے تھے کہ اس شہر مکہ میں دعا قبول ہوتی ہے پھر آپ نے ان میں سے ہر ایک کے نام لئے اور فرمایا

اللهم عليك بابى جهل وعليك بعتبة ابن ربيعة وشيبة بن ربيعة والوليدبن عتبة وامية بن خلف وعقبة بن ابى معيط

اے اللہ ابو جہل عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت یقینی فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ساتویں کو گنا یا مگر اس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے ان لوگوں کی لاشوں کو جن کا نام رسول خدا ﷺ نے لیا تھا، کنویں میں یعنی بدر کے کنویں میں گرا ہوا دیکھا۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں الفاظ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

نے ایسا کرنے والے کے لئے بددعا کی اور فرمایا:

اللهم علیک الملا من قریش اباجهل بن هشام وعتبة بن ابی معیط وامیة بن خلف وابی بن خلف (۲۲۷)

اے اللہ قریش کے سرداروں ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف، ابی بن خلف کی ہلاکت یقینی فرما۔

یہ سب بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں پھینک دیے گئے

مکہ میں نبی اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ ستانے والوں میں پانچ افراد کے نام نمایاں ہیں۔ جو یہ ہیں:

اسود بن عبد یغوث بن وھب، اسود بن مطلب بن اسد، ولید بن مغیرہ، عاصی بن وائل اور حارث بن طلاطلہ خزاعی۔ یہ پانچوں نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں عذاب الہی میں مبتلا ہوئے اور واصل جہنم ہوئے۔

ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ کعبہ کے دروازہ کے قریب کھڑے ہوگئے۔ اللہ کے نبی کا مذاق اڑانے والے یہ پانچوں اشخاص اس وقت کعبہ کا طواف کررہے تھے۔ اسود بن عبد یغوث آپ ﷺ کے پاس سے گزرا۔ جبریل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا پیٹ سوج گیا اور وہ مر گیا۔ اسود بن مطلب آپ کے پاس سے گزرا جبریل علیہ السلام نے اس کے چہرہ پر ایک سبز پتہ پھینکا اور اس کی بینائی جاتی رہی۔ ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گزرا۔ جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے ٹخنے کے ایک زخم کی طرف اشارہ کیا۔ یہ زخم کچھ عرصہ قبل اسے لگا تھا۔ جبریل علیہ السلام کے اشارے سے یہ زخم دوبارہ خراب ہوگیا۔ اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی۔ اس زخم کے لگنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ ولید ایک مرتبہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیروں میں پر لگا رہا تھا اس کا ایک تیر اس کے پاؤں میں الجھ گیا اور اس کی ایڑھی میں چبھ گیا۔ عاصی بن وائل آپ ﷺ کے پاس سے گزرا۔ جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کے درمیانی حصہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ گدھا ایک زہریلے خاردار پودے پر بیٹھ گیا۔ عاصی کے پاؤں کے تلوے کے وسطی حصہ میں کانٹا چبھ گیا جو اس کی موت کا سبب بن گیا۔ پھر حارث بن طلاطلہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرا۔

جبریل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اس کا سر متورم ہو گیا اور پیپ سے بھر گیا۔ تمام بھیجہ گل کر پیپ بن گیا اور یہی عارضہ اس کی موت کا سبب بنا (۲۲۸)

ان مذاق اڑانے والوں کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا:

انا کفینک المستھزء ین (۲۲۹)

تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کیلئے کافی ہیں۔

ابولھب کے بیٹے عتیبہ نے ایک دن نبی اکرم ﷺ کے پاس جا کر کہا کہ میں النجم اذاھوی (۲۳۰) کا انکار کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے حضور اکرم ﷺ کی طرف تھوکا جو آپ پر نہیں پڑا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"خدایا اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کر دے"

اس کے بعد عتیبہ اپنے باپ کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دوران سفر قافلے نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں مقامی لوگوں نے بتایا کہ رات کے وقت درندے آتے ہیں۔ ابولھب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا انتظام کرو۔ کیونکہ محمد (ﷺ) کی بددعا کا خوف ہے۔ ابولھب کے کہنے پر قافلے والوں نے عتیبہ کے ارد گرد چاروں طرف اونٹ بٹھا دیے۔ اور خود اپنے حفاظتی انتظامات پر مطمئن ہو کر سو گئے۔ رات کو جب قافلے والے سارے لوگ نیند کی آغوش میں تھے، ایک شیر آیا اس نے اونٹوں کے قائم کردہ حفاظتی حصار کو عبور کیا اور عتیبہ کو چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ (۲۳۱) عتیبہ کے دوسرے بھائی عتبہ بن ابی لھب کو حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

نبیہ اور منبہ نامی دو بھائی نبی اکرم ﷺ کو کہا کرتے تھے کہ کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور شخص نہ ملا جسے وہ اپنا نبی مبعوث کر دیتا۔ یہاں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو تم سے زیادہ بڑے اور خوشحال ہیں اللہ کے نبی کی تحقیر کرنے والے یہ دونوں بھائی غزوۂ بدر میں مارے گئے (۲۳۲)

نبی اکرم ﷺ نے کسری بادشاہ کو اسلام کی طرف دعوت کا خط لکھا۔ حضرت عبداللہ بن حذافۃ السھمی یہ خط لے کر اس کے پاس گئے۔ بادشاہ نے وہ خط پڑھ کر پھاڑ دیا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: اللھم مزق ملکہ (۲۳۳) اے اللہ اس کی سلطنت کو

ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی اور بعد میں کسریٰ بادشاہ کا ملک اسلامی سلطنت کا باجگزار حصہ بن گیا۔

مجرمین توہینِ رسالت کو سزائے موت کے نبوی فیصلے:

پیغمبر اسلام ﷺ کی مدنی زندگی میں توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرکے انہیں سزائے موت دی گئی۔ بعض مجرموں کا خون نبی اکرم ﷺ نے مباح قرار دیا اور انہیں قتل کرنے والوں کو اس قتل سے بری کردیا گیا۔ بعض مجرموں کے خلاف سزائے موت کا خود نبی اللہ نے فیصلہ سنایا اور نبوی فیصلے کے نتیجے میں انہیں قتل کردیا گیا۔ مدینہ میں اسلامی ریاست قائم تھی۔ اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کو ریاست اور اس کے تمام اداروں اور شہریوں پر بالادستی حاصل تھی۔ ریاست مدینہ کا سرکاری قانون شریعت تھا۔ جو شہری بھی ریاست کے قانون کی خلاف ورزی کرتا تو وہ از روئے قانون مستوجب سزا ہوتا۔ توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے بھی ریاستی قانون کی زد میں آتے تھے۔

ایک مشرک گستاخِ رسول کو قتل کا حکم:

عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت ابن عباس کے غلام عکرمہ کی سند کے ساتھ ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مشرک نے اللہ کے رسول ﷺ کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا:

من یکفینی عدوی؟

کون ہے جو مجھے میرے دشمن کیلئے کافی ہوجائے

حضرت زبیرؓ نے کہا: میں۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اسے للکارا اور قتل کردیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مقتول کا سامان حضرت زبیرؓ کو دلوادیا (۲۳۴)

نبی ﷺ سے جھوٹی بات منسوب کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم:

حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے جھوٹی بات نبی ﷺ کی طرف منسوب کی۔ انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ فلاں عورت سے میری شادی کردو۔ نبی اکرم ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں کو اس شخص کی طرف بھیجا

جنہوں نے اسے قتل کردیا(۲۳۵)

شاتمہ عورت کو قتل کرنے کا حکم:

عبدالرزاق نے ایک شاتمہ عورت کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔ ایک عورت نے نبی ﷺ کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو مجھے میرے دشمن کیلئے کافی ہوجائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جا کر اس شاتمہ عورت کو قتل کردیا(۲۳۶)

عصماء بنتِ مروان کا قتل:

واقدی اور ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ خطمہ قبیلے کی ایک عورت جس کا نام عصماء بنت مروان تھا، نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچاتی۔ دین اسلام کے بارے میں عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف بھڑکاتی۔ وہ شاعرہ بھی تھی۔ یہ غزوۂ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس عورت کا کام تمام کرے۔ عمیر بن عدی بن خرشۃ بن امیۃ الخطمی نے عہد کیا کہ وہ اس گستاخۂ رسول کو کیفر کردار تک پہنچائے گا۔ اس نے کہا اے اللہ تیرے لئے مجھ پر نذر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائیں گے تو میں اس عورت کو قتل کردوں گا۔ آپ ان دنوں بدر کے میدان میں تھے۔ جب آنحضور ﷺ بدر سے واپس مدینہ لوٹ آئے تو عمیر بن عدی آدھی رات کو اس عورت کے گھر داخل ہوا۔ اس کے ارد گرد اس کے بچے سو رہے تھے۔ ایک دودھ پیتا بچہ اس کی چھاتی سے چمٹا ہوا تھا۔ عمیر بن عدی نے بچے کو الگ کیا اور تلوار کو عورت کے سینے میں گھوپ دیا۔ تلوار اس کی پیٹھ تک اتر گئی۔ عمیر اس عورت کا کام تمام کر کے مدینہ واپس آیا اور فجر کی نماز اللہ کے نبی ﷺ کی اقتداء میں ادا کی۔ آپ ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد عمیر کی طرف دیکھا اور فرمایا:

اقتلت بنت مروان ؟

کیا تم نے بنتِ مروان کو قتل کردیا

اس نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسول میں ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے وہاں موجود صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ان احببتم ان تنظروا الی رجل نصراللہ ورسولہ بالغیب فانظرواالی عمیر

بن عدی. (۲۳۷)
اگر تم پسند کرتے ہو کہ ایسے شخص کو دیکھو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔
حضرت حسان بن ثابت نے عمیر بن عدی کی مدح میں اشعار کہے

عقبۃ بن ابی معیط کا قتل:

عبدالرزاق نے لکھا ہے کہ عقبۃ بن ابی معیط اور ابی بن خلف الجمحی دونوں دوست ایک مرتبہ آپس میں ملے۔ عقبۃ نے ابی بن خلف سے کہا کہ میں تم سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک کہ تو محمد (ﷺ) کو گالی نہ دے اور ان کی تکذیب نہ کرے۔ خدا کی قدرت سے وہ ایسا نہ کرسکا۔ جب غزوۂ بدر کے موقع پر عقبۃ بن ابی معیط قیدیوں کے ہمراہ گرفتار کر کے لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے پیغمبر اسلام سے پوچھا کہ اسے قتل کیوں کیا جارہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
بکفرک وفجورک وعتوک علی اللہ ورسولہ (۲۳۸)
اللہ اور اس کے رسول کے خلاف تمہارے کفر فجور اور تمہاری سرکشی کی وجہ سے۔
حضرت علی اٹھے اور اس گستاخِ رسول کا سر قلم کردیا۔

ابی بن خلف کا قتل:

ابن سعد اور عبدالرزاق نے عقبہ بن ابی معیط کے دوسرے ساتھی ابی بن خلف کے انجام کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ ابی بن خلف بدر کے دن گرفتار ہوا۔ اس نے حضور ﷺ کو فدیہ دیا اور کہا میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (آٹھ یا نو کلو) جوار کھلاتا ہوں۔ میں آپ کو اسی گھوڑے پر سوار ہو کر قتل کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" بل انا اقتلک ان شاء اللہ" بلکہ میں تجھے قتل کروں گا انشاء اللہ۔
غزوۂ احد میں ابی بن خلف مشرکین کے ہمراہ مسلمانوں کے مقابلے میں آیا۔ وہ اس روز اسی گھوڑے پر سوار تھا۔ چند مسلمان سپاہیوں نے اسے روک کر قتل کرنا چاہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "خلوا عنہ" اسے چھوڑ دو" استاخروا" اسے مہلت دے دو اسے مہلت دے دو۔ نبی ﷺ نے ایک نیزہ اٹھا کر اسے مارا جو اس کے پیٹ میں لگا۔ اس کی پسلیاں بھی ٹوٹ

گئیں۔ وہ زمین پر گرتا پڑتا اس کے جسم سے بہت زیادہ خون بہنے لگا۔ وہ بیل کی طرح زور زور سے آوزیں نکالنے لگا۔ اس کے ، اتھی اسے اٹھا کر لے گئے۔ اور اس سے پوچھنے لگے کہ تیرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ تم کیوں ،ف زدہ ہو۔ اس نے کہا محمد (ﷺ) نے مجھے نیزہ مارا ہے اب میں مرجاؤں گا کیونکہ محمد (ﷺ) نے کہا تھا کہ "میں تمہیں قتل کردوں گا۔ انشاءاللہ" تھوڑی دیر کے بعد ابی بن خلف مرگیا اور جنہم کی آگ کا ایندھن بنا (۲۳۹)

اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی:

ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً. یویلتی لیتنی لم اتخذفلانا خلیلاً. لقداضلنی عن الذکر بعد اذجاءنی وکان الشیطان للانسان خذولاً (۲۴۰)

اس دن اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا "کاش میں رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔ ہائے میری کم بختی۔ کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس کے بہکاوے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی۔ شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا"

کعب بن الاشرف کا قتل:

صحیح بخاری، صحیح مسلم کے علاوہ ابن اسحاق، ابن سعد، ابن قیم، واقدی اور مقریزی نے بیان کیا ہے کہ بنی نضیر قبیلہ کا ایک یہودی کعب بن الاشرف تھا۔ وہ شاعر تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے خلاف ہجویہ اشعار کہتا اور یہ اشعار لوگوں کو سنا سنا کر انہیں رسول اکرم ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ غزوۂ بدر میں کفارمکہ کی شکست پر اسے بہت دکھ ہوا وہ مدینہ سے مکہ گیا اور وہاں جا کر اس نے ان مقتولین قریش کے مرثیے کہے۔ جن کی لاشوں کو کنویں میں ڈال دیا گیا تھا۔ پھر واپس مدینہ آکر کعب بن الاشرف نے ایک مسلمان عورت ام الفضل بنت حارث کے متعلق عشقیہ اشعار کہے اور اسی طرح دیگر مسلم خواتین کا تذکرہ اس نے اپنے عشقیہ شعروں میں کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللهم اکفنی ابن الاشرف بما شئت فی اعلانه الشروقوله الاشعار

اے اللہ، ابن الاشرف کے اعلان شر اور اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے

اس موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا:

من لی بابن الاشرف فقد اذانی

ابن الاشرف کے خلاف میری کون مدد کرے گا۔ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ انصاری نے کہا اس کے لئے میں ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ میں اسے قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو کعب بن الاشرف کے قتل کرنے کی اجازت دے دی۔ محمد بن مسلمہ نے اس کام کی فکر میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ نبی ﷺ نے انہیں بلا کر پوچھا اے محمد کیا تم نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اس کے قابل ہوں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم پر صرف کوشش کرنا فرض ہے۔ آپ نے محمد بن مسلمہ کو اس سلسلے میں سعد بن معاذ سے مشورہ کرنے کی نصیحت کی۔ ان کے ساتھ عباد بن بشر، ابو نائلہ سلکان بن سلاۃ، الحارث بن اوس اور ابو عبس بن جبر بھی اس مہم میں شریک کار ہو گئے۔ ان سب نے اللہ کے نبی سے کعب بن الاشرف کو قتل کرنے کی مہم میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی۔

جس رات کعب بن الاشرف کو قتل کیا گیا نبی اکرم ﷺ اس رات حالت قیام میں رہے اور نماز ادا کرتے رہے۔ صبح کو آپ نے ان کی تکبیر کے نعروں کی آوزیں سنیں تو آپ جان گئے کہ کعب کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جب وہ لوگ واپس پہنچے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے پایا اور انہوں نے اللہ کے نبی کو کعب کے قتل میں کامیابی کی خوشخبری سنائی (۲۴۱)

ابو عفک کا قتل:

حضور اکرم ﷺ نے ہجرت کے ۲۶ مہینے ابو عفک یہودی کے قتل کیلئے سالم بن عمیر العمری کو بھیجا۔ ابو عفک سو برس کا بڈھا تھا۔ وہ لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور شعر کہتا تھا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر جب آپ جہاد کیلئے روانہ ہوئے اور جب آپ فتح کے بعد واپس مدینہ تشریف لائے تو ابو عفک کا حسد کے مارے برا حال ہو گیا اور اس نے اس موقع پر شعر کہے۔

گرمی کے موسم میں ابو عفک ایک رات میدان میں سویا ہوا تھا۔ سالم بن عمیر نے تلوار سے اس کو قتل کر دیا۔

ایک مسلمان شاعرہ "النھدیۃ" نے اس موقع پر مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے:

تکذب دین اللّٰہ والمرء احمدا　　لعمرالذی امناک اذبئس مایمنی
حباک حنیف آخرالليل طعنة　　ابا عفک خذهاعلى كبر السنن
فانی وان اعلم بقاتلك الذى　　اباتك حلس الليل من انس اوجنى
(۲۴۳)

ابورافع کا قتل:

قبیلہ اوس نے جب کعب بن الاشرف یہودی کو قتل کیا جو اللہ کے رسول سے سخت عداوت رکھتا تھا تو خزرج والوں نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور وہ ہم سے سبقت لے جائیں۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کون ہے جو حضور ﷺ سے عدوات رکھتا ہو جیسے کعب بن الاشرف تھا۔ انہوں نے طے کیا نبی ﷺ سے ایسی عدات رکھنے والا ابن ابی تحقیق ہے جو خیبر میں رہتا ہے۔ قبیلہ خزرج والوں کے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اس کو قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ نبی اکرم ﷺ نے اجازت دے دی (۲۴۴) یہ شخص ابورافع تھا جس کا نام سلام بن ابی التحقیق تھا وہ خیبر میں رہتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق وہ اپنے قلعے واقع حجاز میں رہتا تھا۔ یہ دشمن رسول تھا اور رسول اللہ ﷺ کے مخالفین کی مدد کرتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ابورافع کو قتل کرنے کیلئے خزرج کے قبیلے بنی سلمہ کے پانچ افراد کو مامور کیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور خزاعی بن مسعود۔ عبداللہ بن عتیک نے ابورافع کو اس کے قلعہ میں داخل ہو کر قتل کردیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ ابورافع ۳ھ کو قتل کیا گیا تھا (۲۴۵)

توہینِ رسالت کے مجرمین کے قتل ہونے پر ان کا خون ساقط کرنا:

ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ شان رسالت میں توہین کا ارتکاب کرنے والے کو کسی صحابی نے قتل کردیا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے مقتول کا خون ساقط کردیا۔ نہ اس کا کوئی خون بہا ادا کیا گیا نہ آپ نے متعلقہ صحابی سے کوئی تعرض فرمایا

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ حضور اکرم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتی تھی۔ وہ آپ کی ہجو کہتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کردیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا خون ساقط کردیا۔ (۲۴۶)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عہد رسالت میں ایک نابینا شخص تھا اس کی ایک لونڈی تھی جس کے بطن سے اس کے دو بچے تھے۔ وہ لونڈی اکثر پیغمبر اسلام ﷺ کو برا بھلا کہتی۔ نابینا شخص اسے بار بار ڈانٹتا لیکن وہ باز نہ آتی۔ ایک رات پھر اس نے حضور ﷺ کا ذکر کیا اور وہ آپ کو برا بھلا کہنے لگی۔ نابینا شخص سے ضبط نہ ہوسکا۔ اس نے تکلہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ صبح جب وہ مردہ پائی گئی تو لوگوں نے اس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ سے کیا۔ آپ نے سب کو جمع کیا اور فرمایا: میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے کہ وہ شخص جس نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ اٹھ کھڑا ہو۔ یہ سن کر نابینا ڈر اور خوف کی وجہ سے گرتا پڑتا آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ خون میں نے کیا ہے۔ وہ میری لونڈی تھی اور مجھ پر انتہائی مہربان اور میری رفیق تھی۔ اس کے پیٹ سے میرے دو بچے بھی ہیں، جو موتیوں کی طرح ہیں۔ لیکن وہ اکثر آپ کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ کو گالیاں دیتی تھی۔ میں اسے ایسا کرنے سے منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی۔ سختی کرتا تو بھی وہ نہ مانتی تھی۔ اج رات اس نے آپ کا تذکرہ کیا اور آپ کو برا بھلا کہنے لگی۔ میں نے تکلہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے دبا دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا

الاشهدوا ان دمها هدر (۲۴۷)

تم سب گواہ رہنا اس لونڈی کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

حضرت عمیر بن امیہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک بہن تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ باہر نکلتے تو وہ آپ کو گالیاں دیتی۔ وہ مشرکہ تھی۔ عمیر بن امیہ نے اسے قتل کردیا۔ اس کے بیٹے چلا چلا کر کہنے لگے کہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں تم لوگوں نے ہماری ماں کو قتل کردیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کے باپ دادا اور ان کی مائیں سب مشرک تھیں۔ جب عمیر کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لوگ اپنی ماں کے بدلے میں قاتل کی بجائے کسی اور کو قتل کردیں گے تو انہوں نے اللہ کے نبی کے پاس حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کردیا۔ آپ نے فرمایا" کیا تو نے

اپنی بہن کو قتل کردیا" اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کس لئے؟ اس نے کہا وہ آپؐ کو برا بھلا کہہ کر مجھے تکلیف پہنچاتی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے مقتولہ کے بیٹوں کو بلاکر پوچھا انہوں نے اصل قاتل کے بجائے کسی اور شخص کا نام لیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو حقیقت سے آگاہ کیا اور ان کی ماں کو مباح الدم قرار دیا۔ (۲۴۸)

مسلمان سے توہینِ رسالت کا ارتکاب:

اگر ایک مسلمان توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی سزا کے بارے میں دو فقہی موقف پائے جاتے ہیں۔

۱۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک توہین رسالت کا مسلمان مرتکب مرتد کہلائے گا اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو قتل کردیا جائے گا۔ توبہ سے ارتداد کی حد قتل ساقط ہوجائے گی۔ امام شافعیؒ سے بھی یہی مذہب مشہور ہے۔

۲۔ امام مالکؒ اور احمد بن حنبل کی فقہی رائے یہ ہے کہ اس کو کفر یا ارتداد کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر توہین رسالت کی حد شرعی نافذ ہوگی جو قتل ہے۔ اس کی توبہ سے قتل ساقط نہیں ہوجائے گا۔

پہلا موقف: توہینِ رسالت ارتداد ہے:

فقہاء کا جو گروہ مرتکب توہین رسالت کو مرتد قرار دیتا ہے ان کا موقف، دلائل اور دیگر تفاصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

البحرالرائق میں ہے:

کل من ابغض رسول اللّٰہ بقلبہ کان مرتداً (۲۴۹)

جو اپنے دل میں نبی اکرم ﷺ کے خلاف بغض رکھے وہ مرتد ہے۔

"الاشباہ والنظائر" میں ابن نجیم نے لکھا ہے:

"فانہ یقتل کالردۃ بسب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" (۲۵۰)

نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والے کو ارتداد کے طور پر قتل کردیا جائے گا۔

مجاہد سے حضرت ابن عباسؓ کا قول بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے:

"ایما مسلم سب اللّٰہ ورسولہ اوسب احدا من الانبیاء فقد کذب برسول اللّٰہ

وهی ردة "(۲۵۱)

جو مسلمان اللہ اور اس کے رسول اور انبیاء میں سے کسی نبی کو گالی دیتا ہے وہ گویا رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے اور یہ ارتداد ہے۔

جو شخص مرتد ہو جائے وہ دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اور مرتد کی سزا شریعت اسلامی میں قتل ہے۔ اسلام غیر مسلم پر کسی بھی نوع کا جبر نہیں کرتا کہ وہ ضرور اسلام قبول کرے۔ اس ضمن میں اسلام بڑا واضح اصول بیان کرتا ہے:

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (۲۵۲)

دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ صحیح بات غلط خیالات سے چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔

لیکن جو شخص دین اسلام کو ایک بار برضا ورغبت قبول کر لے تو پھر اس کیلئے کسی صورت میں یہ جائز نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ اور جو بھی بلا جبر و اکراہ اس دین کو چھوڑے گا یا دانستہ ایسے افعال کا مرتکب ہوگا جس سے ارتداد لازم آتا ہو تو وہ اس جرم میں بطور حد قتل کر دیا جائے گا۔

جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کا خون محترم ہوتا ہے اسے بغیر کسی قانونی تقاضے کے قتل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہوجائے۔ دین اسلام کو چھوڑ دے، شادی شدہ ہو کر زنا کا ارتکاب کرے، مسلمان کو ناحق قتل کر دے۔ ڈکیتی اور قتل کا مرتکب ہو، ظلم کی حمایت کرے، حق کی مخالفت کرے یا شراب پینے کے جرم میں تین بار سزا یافتہ ہونے کے باوجود چوتھی مرتبہ پھر شراب پینے کا جرم کرے تو ابن حزم کہتے ہیں کہ ان صورتوں میں ایک مسلم کا خون مباح ہو جائے گا۔ اور اس کا قتل کرنا جائز ہوگا۔(۲۵۳)

نبی اکرم ﷺ کی احادیث اوپر گزر چکی ہیں کہ تین صورتوں میں مسلمان کا خون حلال ہوگا جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی اور دین سے نکلنے والا جماعت کو چھوڑنے والا (۲۵۴) توہین رسالت کے جرم کو ارتداد تسلیم کرتے ہوئے اس کی دیگر تفاصیل درج ذیل ہیں۔

توہین رسالت کے مرتکب کا اقرار جرم:

اگر توہین رسالت کا مرتکب اپنے جرم کا اقرار کرلے تو اس کے اقرار سے جرم ثابت ہوجائے گا۔ خواہ اس کے خلاف شہادتیں موجود نہ ہوں۔ کیونکہ شاہادتوں اور قرائن کی طرح اقرار بھی ثبوت جرم کا ایک طریقہ ہے۔ لہذا مجرم کے اقرار کرنے پر اس کا ارتداد ثابت ہوجائے گا اور اسے قتل کردیا جائے گا۔

ملزم جرم سے انکار کرے اور توبہ نہ کرے:

اگر توہین رسالت کا مرتکب اپنے اوپر لگائے گئے الزامات سے انکار کرے لیکن شہادتیں اس کے خلاف ہوں اور شہادتوں سے اس کا جرم ثابت ہوجائے تو اس کے صحت جرم سے انکار کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ ایسا مجرم اگر توبہ نہیں کرتا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کے دائرہ میں دوبارہ داخل نہیں ہوتا تو اسے قتل کردیا جائے گا۔ اس کے انکار اور قسموں کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

وان نكثوا ايمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فى دينكم فقاتلوا ائمة الكفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون (۲۵۵)

اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ پھر اپنی قسموں کو توڑڈالیں اور تمہارے دین پر حملے شروع کردیں تو کفر کے علمبرداروں سے جنگ کرو کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں شائد کہ (پھر تلوار کے زور سے ہی) وہ باز آجائیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے۔ اگرچہ سبب نزول کے اعتبار سے اس سے مراد مشرکین قریش ہیں لیکن اس کا حکم عام ہے(۲۵۶)

ابن قدامہ نے لکھا ہے:

اذا شهد عليه بالردة من تثبت الردة بشهادته فانكر لم يقبل انكاره واستتيب وان تاب والاقتل (۲۵۷)

اگر مرتد کے خلاف شہادتوں سے اس کا ارتداد ثابت ہوجائے اور وہ اس سے انکار کرے تو اس کا انکار قبول نہیں کیا جائے گا اسے توبہ کرلینے کو کہاجائے گا۔ اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا۔

جرم ثابت ہوجائے اور مجرم توبہ کرلے:

اگر توہین رسالت کے مرتکب کے خلاف اس کا جرم ثابت ہوجائے تو اس پر ارتداد لازم آجائے گا لیکن سزا کے نفاذ سے قبل اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی۔ اور اس کے توبہ کرلینے سے حد ارتداد یعنی قتل ساقط ہوجائے گا۔ جس طرح ایک غیر مسلم کی طرف سے کلمہ کا اقرار کرلینے سے اس کا اسلام ثابت ہوجاتا ہے اسی طرح مرتد کی توبہ اور کلمہ کے اقرار سے اس کا اسلام ثابت ہوجائے گا اور اس کے مسلمان ہونے اور اسلام لانے کیلئے مزید کسی ثبوت کا مطالبہ نہیں کیاجائے گا(۲۵۸)

الاالذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللّٰہ غفوررحیم(۲۵۹)

البتہ(وہ لوگ بچ جائیں گے)جو اس کے بعد توبہ کرکے اپنے طرز عمل کی اصلاح کرلیں۔اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللّٰہ فاذا قالوھاعصموامنی وماءھم وامولھم الابحقھاوحسابھم علی اللّٰہ(۲۶۰)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لاالہ الااللہ کا اقرار کرلیں۔ اگر وہ یہ کہہ دیں تو انہوں نے اپنے خون اور اپنے اموال مجھ سے محفوظ کرلئے سوائے اس سزا کے جو اسلام نے (کسی وجہ سے) ان پر مقرر کردی ہو۔ اور ان کا باطنی معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

ایسی ہی ایک حدیث حضرت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے(A-۲۶۰)

کسی شخص کے توبہ کرنے، اسلام قبول کرنے اور کلمہ طیبہ کے اقرار کو اس کے ظاہر پر لیا جائے گا۔ اور اگر قرائن وشواہد اس کے خلاف نہ جائیں تو اس کے اقرار و توبہ پر شک نہیں کیاجائے گا۔ ایک دفعہ حضرت اسامہؓ نے دوران جنگ ایک دشمن کو عین اس وقت قتل کردیا جب اس نے حضرت اسامہؓ کو حملہ آور ہوتے دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھ لیاتھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یااسامۃ اقتلتہ بعد قولہ لاالہ الا اللّٰہ؟

اے اسامہ کیا تم نے اسے لاالہ الااللہ پڑھنے کے بعد قتل کردیا؟

حضرت اسامہؓ نے عرض کیا کہ اس نے موت کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

هل شققت عنه قلبه؟ (٢٦١)

کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔

البتہ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ توبہ کرلینےوالے شخص کی محض توبہ کو ہی کافی نہ سمجھا جائے بلکہ اسے اتنی تادیب اور زجر ضرور دی جائے کہ اسے اپنے جرم کا احساس ہو اور آئندہ وہ مؤدب ہو کر رہے (٢٦٢)

کیا مرتد کو توبہ کیلئے کہا جائے گا؟

امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، نخعی، اور اوزاعی، زہری، ثوری، طاوس، الحسن، عبید بن عمر وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک مرتد کو توبہ کیلئے کہا جائے گا (٢٦٣) البتہ بعض کے نزدیک ایسا کہنا واجب ہے جبکہ دوسروں کے ہاں یہ مستحب ہے۔ مرتد کی توبہ کے جواز میں سنت نبوی ﷺ، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے تعامل اور اجماع صحابہؓ کو دلیل بنایا گیا ہے (٢٦٤)

جبکہ حضرت حسن بصریؒ کی رائے ہے کہ مرتد سے توبہ نہ لی جائے اور عطاء کہتے ہیں کہ اگر مرتد مسلمان پیدا ہوا تھا تو اس سے توبہ نہ لی جائے بلکہ قتل کر دیا جائے اور اگر وہ پہلے کافر تھا پھر مسلمان ہوا پھر مرتد ہوا تو اس سے توبہ لے لی جائے (٢٦٥)

قاضی عیاضؒ نے طحاوی کے حوالے سے امام ابو یوسف کا قول نقل کیا ہے کہ مرتد کی توبہ اللہ کے نزدیک اس کے حق میں نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے لیکن توبہ کی وجہ سے ہم اس کے قتل کو ساقط نہیں کریں گے اس لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو (٢٦٦)

مرتد کی توبہ کے قائلین سنت سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ عکرمہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص مرتد ہو گیا اور مشرکین کے ساتھ مل گیا پھر وہ تائب ہو گیا نبی اکرم ﷺ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے چھوڑ دیا۔ (٢٦٧)

نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ کرتے وقت فرمایا تھا:

ایمارجل ارتد عن الاسلام فادعه فان عاد والا فاضرب عنقه وایما امراة ارتدت عن الاسلام فادعها فان عادت والا فاضرب عنقها (۲۶۸)
جو شخص اسلام کو چھوڑ کر ارتداد کرے تو اسے چھوڑدو اگر وہ رجوع کر لے تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن ماردو اور اگر کوئی عورت مرتد ہوجائے تو اسے چھوڑدو اگر وہ رجوع کر لے تو ٹھک ورنہ اس کی گردن ماردو۔
اس حدیث کی سند حسن ہے۔
شعبی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
یستتاب المرتد ثلاثاً فان تاب والا قتل (۲۶۹)
مرتد کو تین مرتبہ توبہ کےلئے کہاجائے گا۔ اگر وہ توبہ کر لے تو (چھوڑدیاجائے گا) ورنہ قتل کردیاجائے۔

حضرت عمرؓ کے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی طرف سے ایک شخص آیا آپ نے اس سے وہاں کے لوگوں کا حال دریافت کیا۔ اس نے حال بیان کیا۔ پھر آپ نے دریافت کیا آیا تمہارے پاس کوئی نئی خبر ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ایک شخص نے اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کیا۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا۔ پھر تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے کہا ہم نے اسے پکڑ کر اس کی گردن اڑادی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:
افلا حبستموه ثلاثاًواطعمتموه کل یوم رغیفا لعله یتوب ویراجع الیٰامرالله ثم قال عمراللهم انی لم احضر ولم امر ولم ارض اذا بلغنی (۲۷۰)
تم نے اس کو تین دن تک قید کیا ہوتا اور پھر ہر روز اسے روٹی دی ہوتی پھر توبہ کرائی ہوتی شاید وہ توبہ کرتا اور پھر اللہ کا حکم مان لیتا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: یا اللہ میں اس وقت وہاں موجود نہ تھا نہ میں نے حکم دیا اور نہ میں خوش ہوا جب مجھے معلوم ہوا۔

حضرت علیؓ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو اسلام قبول کرنے کے بعد نصرانی ہوگیا تھا۔ حضرت علیؓ نے اسے توبہ کرنے کو کہا۔ اس نے توبہ کرنے سے انکار کردیا۔ حضرت علیؓ نے اسے قتل کرادیا۔ اس شخص کا نام مستورد العجلی تھا۔ (۲۷۱)

حضرت علیؓ کو پتہ چلا کہ ایک قوم مرتد ہو گئی ہے۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا۔ توان کے لئے ایک گڑھا کھودا گیا پھر انہیں قتل کر کے اس گڑھے

میں پھینک دیا گیا۔ گڑھے کے اوپر لکڑیاں ڈال کر انہیں جلادیا گیا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا "صدق اللہ ورسولہ" اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا (۲۷۲)

مرتد کو توبہ کے لئے مہلت:

احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مرتد کو توبہ کرنے کیلئے مہلت دی جائے گی۔ فقہ حنفی کی کتاب "فتح القدیر" میں ہے:

انه یستحب ان یوجله ثلاثة ایام طلب ذلک او لم یطلب (۲۷۳)

مرتد کو توبہ کے لئے تین دن کی مہلت دینا مستحب ہے خواہ مرتد مہلت طلب کرے یا نہ طلب کرے۔

مالکی فقہ کے امام مالکؒ کہتے ہیں:

یحبس ثلاث ایام ویعرض علیه کل یوم فان تاب والا قتل (۲۷۴)

مرتد کو تین دن کے لئے قید کرلیا جائے گا اور ہر روز اس کے سامنے اسلام کی دعوت دی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ قتل کردیا جائے گا۔

حاشیۃ الدسوقی میں ہے:

یجب علی الامام اونائب استتابة ثلاثة ایام (۲۷۵)

امام یا اس کے نائب پر واجب ہے کہ وہ توبہ کے لئے تین دن کی مہلت دے۔

فقہ شافعی کی کتاب "مغنی المحتاج" میں ہے:

تجب استتابة المرتد والمرتدة (۲۷۶)

مرتد مرد و عورت کو توبہ کیلئے مہلت دینا واجب ہے۔

امام شافعیؒ نے کہا ہے:

انه علی الامام ان یؤجله ثلاثة ایام ولا یحل له ان یقتله قبل ذلک (۲۷۷)

امام (حاکم) پر لازم ہے کہ وہ اسے تین دن کی مہلت دے اور اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ مرتد کو اس سے پہلے قتل کردے۔

حنابلہ کے نزدیک بھی مرتد کو توبہ کیلئے مہلت دی جائے گی۔ ابن قدامہ نے لکھا ہے:

"ومن ارتدعن الاسلام من الرجال والنساء وکان بالغا. عاقلا دعی الیه

ثلاثة ایام وضیق علیه فان رجع والا قتل(۲۷۸)

مردوں اور عورتوں میں سے جو بالغ عاقل مرتد ہوجائے اسے تین دن کی مہلت دی جائے گی اور اس پر سختی کی جائے گی۔ اگر وہ رجوع کر لے تو درست ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

امام زہریؒ کے نزدیک بھی مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی۔(۲۷۹) امام ثوریؒ کہتے ہیں کہ اسے توبہ کی مہلت اس وقت تک دی جائے جب تک اس سے توبہ کی امید ہو(۲۸۰) امام نخعیؒ کے مطابق مرتد سے توبہ کا مطالبہ ہمیشہ کیا جائے گا(۲۸۱) حضرت عمرؓ سے تین دن کی مہلت دینا ثابت ہے(۲۸۲) جبکہ حضرت علیؓ سے ایک ماہ اور دو ماہ تک کی مہلت دینے کی روایت ملتی ہے(۲۸۳)

ابن منذرؒ کہتے ہیں کہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے کہ جس نے مرتد کو پہلی ہی مرتبہ جبکہ وہ مرتد ہوا ہو سزا دی(۲۸۴)

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کی رائے ہے کہ اگر امام چاہے تو مرتد کو تین دن کیلئے روک لے بشرطیکہ اسے مرتد سے توبہ کی امید ہو یا مرتد امام سے درخواست کرے۔ اگر امام کو اسے توبہ کی امید نہ ہو یا مرتد امام سے مہلت کی درخواست نہ کرے اور امام اسے قتل کر دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں(۲۸۵)

کیا مہلت کے دوران مرتد پر سختی کی جائے گی:

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ مرتد سے توبہ کرانے کیلئے اسے بھوکا پیاسا رکھا جائے بلکہ اسے غیر مضر کھانا دینا چاہیے(۲۸۶) ابوالحسن الطاشی کے نزدیک مہلت کے دنوں میں مرتد کو وعظ سنایا جائے اور اس کے سامنے جنت کا تذکرہ کیا جائے اور جہنم کی آگ سے ڈرایا جائے (۲۸۷) اصبغ کی رائے ہے کہ اسے قتل کر دینے کا خوف دلایا جائے(۲۸۸) احناف کہتے ہیں کہ مرتد کو توبہ کی مہلت کے دوران قید کر دیا جائے۔ اگر وہ توبہ کر لے تو اسے قید سے نکالا نہ جائے بلکہ اسے تادیباً چند کوڑے لگائے جائیں۔ اور اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ اس نے خلوص نیت سے توبہ کی ہے اور اس کی توبہ کا خشوع ظاہر ہو تو پھر اسے رہا کر دیا جائے۔(۲۸۹)

کیا مرتد سے مناظرہ کیا جائے گا:

فقہی کتب میں ہے کہ مرتد سے مناظرہ نہیں کیاجائے گا۔ مناظرہ کی ضرورت وحاجت اس وقت تھی جب دین اسلام نیانیا تھا۔ وہ پھیل رہا تھا دین غالب نہ تھا۔ اسلام کی تعلیمات عام پھیلی نہیں تھیں۔ لوگوں کے شکوک وشبہات دور کرنے کی ضرورت تھی۔ لیکن اسلام اب واضح ہے اس لئے مرتد سے مناظرہ نہیں کیاجائے گا۔ (۲۹۰)

عام طور پر مناظرہ میں فریقین کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے دلائل سے دوسرے کو نیچادکھایاجائے اور اپنے عقیدے وموٴقف کو ہر حال میں درست منوایاجائے۔ نبوی طریق کار دعوت اور تبلیغ کا رہا ہے نہ کہ مناظرے کا۔ مرتد تو ویسے بھی ایک مرتبہ اسلام قبول کر کے اس کی حقانیت اور سچائی سے آگاہ ہوچکا ہوتا ہے۔ اس کے ارتداد کی وجہ بعض تعصبات کی بنا پر اسلام، پیغمبر اسلام اور عقائد اسلام کے بارے میں بغض وعدوات ہی ہوسکتی ہے جس کا اظہار وہ مرتد ہوکر کرتا ہے لہذا ایسے شخص سے دلائل کے ساتھ بات کرنا کار فضول ہوگا۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہوگی کہ ایک ریاست کا شہری اگر ریاستی قوانین کی خلاف ورزی کر کے جرم کا ارتکاب کرے تو اسے جرم کی سزادینے کی بجائے ریاستی قوانین کی پابندی کرنے کے فوائد پر اس سے مناظرہ کیاجائے ایسا کسی ملک کے قانون میں نہیں ہے بلکہ مجرم کو اس کے جرم کی سزادی جاتی ہے۔

مرتدہ عورت کا قتل:

اگر کوئی عورت مرتدہ ہوجائے تو کیا وہ جرم ارتداد میں قتل کردی جائے گی؟ اس بارے فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر، مالک، شافعی، احمد بن حنبل، زہری، ابراہیم، الحسن، نخعی، مکحول، حماد، اللیث الاوزاعی، ابن قدامہ، اور اسحاق وغیرہ رحمھم اللہ کے نزدیک مرتد کے واجب القتل ہونے میں عورت اور مرد کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ مرتد مرد کی طرح مرتدہ عورت بھی قتل کردی جائے گی۔ (۲۹۱)

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے قید کردیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسلام دوبارہ قبول کرلے (۲۹۲) یہی قول عطا اور قتادہ کا ہے (۲۹۳)
جو فقہا مرتدہ عورت کو قتل کرنے کے قائل ہیں ان کے دلائل یہ ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کا نام ام مروان تھا، دین اسلام

کو ترک کر کے مرتدہ ہو گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے توبہ کرنے کو کہا جائے اگر وہ توبہ کر کے اسلام کی طرف رجوع کر لے تو اسے چھوڑ دیا جائے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے(۲۹۴)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک عورت مرتدہ ہو گئی تھی۔ اس کے بارے میں بھی نبی اکرم ﷺ کا یہی حکم تھا کہ اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے(۲۹۵)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من بدل دينه فاقتلوه؛ (۲۹۶)

جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو

آپ ﷺ کا ایک اور فرمان ہے:

"لا يحل دم امرئ مسلم يشهد ان لا اله الاالله وانى رسول اللهالا باحدى ثلاث : النفس بالنفس والثيب الزانى والمارق من الدين التارك الجماعة" (۲۹۷)

جو کوئی مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کا خون حلال نہیں ہے مگر تین صورتوں میں سے کسی ایک میں۔ جان کے بدلے جان اور شادی شدہ زانی اور دین سے نکلنے والا جماعت کو چھوڑنے والا۔

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں مرتد کی سزا قتل کا حکم عام ہے۔ مرد اور عورت کی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ پہلی حدیث کے لفظ "من" اور دوسری حدیث کے الفاظ "امری مسلم" میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔

فقہاء کا جو گروہ مرتدہ عورت کو قتل نہ کرنے کا قائل ہے ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں جن سے وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ مرتدہ عورت کو قتل کرنے کی بجائے قید کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

" لا تقتلوا امرأة (۲۹۸)

عورت کو قتل مت کرو۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لا تقتل المراة اذا ارتدت "(۲۹۹)

اگر کوئی عورت مرتدہ ہوجائے تو وہ قتل نہیں کی جائے گی۔

امام ابویوسف نے بھی "کتاب الخراج" میں حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے:

"لا یقتل النساء اذا هن ارتددن عن الاسلام ولکن یحبسن ویدعین الی الاسلام ویجبرن علیه(۳۰۰)

اگر عورتیں اسلام سے مرتد ہوجائیں تو وہ قتل نہیں کی جائیں گی بلکہ انہیں قید کردیا جائے گا اور انہیں اسلام کی دعوت دی جائے گی اور دوبارہ اسلام قبول کرنے پر انہیں مجبور کیا جائے گا۔

ابن الھمام نے ابن عدی کے حوالے سے حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے:

"ان المراة علی عهد رسول الله صلی اللهعلیه وسلم ارتدت فلم یقتلها"(۳۰۱)

نبی اکرم ﷺ کے عہد میں کوئی عورت مرتدہ ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے قتل نہیں کیا۔

مرتدہ عورت کے قتل کرنے کے جواز میں جمہور کے دلائل کا جو رد احناف نے کیا ہے اس کی تفصیلات "فتح القدیر" میں مندرجہ ذیل ہیں(۳۰۲)

ام مروان والی حدیث کا ایک راوی معمر بن بکار ہے۔ جو ضعیف ہے اور یہ حدیث حضرت جابرؓ سے ہی ایک اور سند سے بھی آتی ہے جس میں عورت کا نام نہیں بتایا گیا اور اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔

"فعرض علیهاالاسلام فابت ان تسلم فقتلت

اس کو اسلام کی دعوت دی گئی مگر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا لہذا وہ قتل کردی گئی۔

اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی عبداللہ بن اذینۃ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ اس سے دلیل پکڑنا درست نہیں ہے۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ راوی متروک ہے۔ ابن عدی نے "الکامل" میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عطارد بن اذینۃ منکر الحدیث ہے۔

حضرت عائشہؓ کی غزوۂ احد والے دن مرتدہ ہوجانے والی عورت کی روایت کی سند کے

راوی محمد بن عبدالملک کے بارے میں علماء جرح و تعدیل نے کہا ہے کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا۔ لیکن جو دلائل مرتدہ عورت کو قتل نہ کرنے کے بارے میں احناف نے پیش کیے ہیں ان کی صحت پر بھی تنقید کی گئی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ والی حدیث کے راویوں میں ایک عبداللہ بن عبس الجزری ہے۔ دار قطنی نے اسے کذب اور جھوٹی احادیث گھڑنے والا قرار دیا ہے۔ جبکہ حضرت ابوہریرہؓ والی روایت میں حفص بن سلیمان راوی کے بارے میں ابن عدی کا قول ہے کہ یہ شخص جو کچھ بھی روایت کرتا ہے وہ غیر محفوظ ہے (۳۰۳)

دونوں فریقوں کے مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں جمہور کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے کہ جرم ارتداد کی سزا کے نفاذ میں جرم کے مرد یا عورت ہونے کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ بلکہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان (من بدل دینہ فاقتلوہ) میں لفظ "من" اور (لایحل دم امری مسلم۔) کے الفا" امری مسلم" میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ لہذا اگر کوئی عورت ارتداد کا ارتکاب کرے گی تو وہ قتل کردی جائے گی۔

ارتداد کا اثر:

جس شخص پر ارتداد کا جرم ثابت ہوجائے تو مجرم پر مندرجہ ذیل اثرات مرتب ہوں گے۔

(۱) وہ قتل کردیا جائے گا

(۲) اسے غسل نہیں دیا جائے گا نہ کفن پہنایا جائے گا۔ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ (۳۰۴)

(۳) مرتد اپنے مال کی ملکیت سے محروم ہوجائے گا۔

اصحاب ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا مال موقوف رہے گا۔ اگر اسلام قبول کرلے تو اس کا حق ملکیت باقی رہے گا اور اگر ارتداد میں قتل کردیا جائے تو وہ اپنے مال کی ملکیت کا حق کھودے گا۔

ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ مرتد کا خون مباح ہوجانے سے اس کی ملکیت مال ختم نہیں ہوگی جیسے کہ زانی محصن اور قتل عمد کے مرتکب کو مال کی ملکیت

سے محروم نہیں کردیا جاتا (۳۰۵)

(۴) حضرت علیؓ کا موقف ہے: میراث المرتد لولدہ: مرتد کا ترکہ اس کی اولاد کا ہے (۳۰۶)

ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ مرتد کی میراث مسلمان ورثاء کو ملے گی اس لئے کہ ارتداد موت کی طرح ہے اور جو کچھ وہ حالت ارتداد میں کمائے گا وہ فئے کے حکم میں ہوگا۔ امام ابو یوسف اور محمدؒ کے نزدیک زمانہ ارتداد سے قبل اور بعد میں دونوں حالتوں کا مال مرتد کے مسلمان ورثاء کا ہوگا (۳۰۷) امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے مطابق ارتداد سے قبل اور بعد دونوں کا حکم فئے کے مال کا ہے۔ لہذا مرتد کا ترکہ مسلمانوں کی میراث ہے اور یہ مرتد کے وارثوں کو نہیں ملے گا۔ کیونکہ وہ کافر ہو کر مرا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوسکتا (۳۰۸) امام احمد بن حنبل سے ایک قول ہے کہ مرتد کے ترکہ میں سے قرض، دیت، بیوی و دیگر رشتہ داروں کے نفقہ کو نکالا جائے گا۔ جو مال بچ رہے گا وہ فئے کے حکم میں ہے اور بیت المال میں جمع کرادیا جائے گا۔ امام احمد بن حنبل کا ایک دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مرتد کے مسلمان ورثاء اس کے مال کے حق دار ہوں گے۔ (۳۰۹)

(۵) شاتم رسول ﷺ اور توہین رسالت کے مرتکب کی جائیداد و ترکہ کے بارے میں سحنون کا خیال ہے کہ وہ مسلمانوں کیلئے ہے۔ ابوالحسن القاسبی کی رائے ہے کہ اگر شاتم رسول نے جرم کا اقرار کرلیا اور توبہ سے انکار کیا تو اس کی میراث مسلمانوں کیلئے ہوگی۔

گستاخ رسول ﷺ کو نہ غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی نہ اسے کفن دیا جائے گا۔ بلکہ جس طرح کسی کافر کی نعش کپڑے میں لپیٹ کر اس کے ستر والے حصے چھپادیے جاتے ہیں یہی سلوک گستاخ رسول ﷺ کی لاش سے کیا جائے گا (۳۱۰)

(۶) نبی ﷺ پر جھوٹ کہنے والے کی روایت قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ توبہ بھی کرلے (۳۱۱)

(۷) مرتد کے بعض تصرفات نافذ ہوں گے مثلاً طلاق وغیرہ جبکہ بعض تصرفات باطل ہوں گے مثلاً نکاح اور ذبیحہ وغیرہ (۳۱۲)

(۸) ارتداد سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔ جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے، جھوٹ بولے، اس نے کفر کیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی

(۳۱۳) اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی۔ وہ عورت خاوند کے ارتکاب ارتداد کے روز سے تین حیض یا وضع حمل تک عدت پوری کرے گی پھر وہ جس مسلمان مرد سے چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے (۳۱۴)

توبہ / رجوع کا اثر:

اگر مرتد توبہ کر کے دین اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اس کے رجوع سے مندرجہ ذیل اثرات مرتب ہوں گے۔

(۱) اس کا مال اس کی ملکیت میں واپس آجائے گا۔ جو مال اس کے ورثاء کے پاس ہوگا ان سے لے کر اس کو واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر اس کا مال ورثاء کے ہاتھوں تلف ہو گیا تو اس کی کوئی ضمان اور تاوان ورثاء پر نہیں ہوگا (۳۱۵)

(۲) اس کی بیوی اس کی زوجیت میں واپس آجائے گی بشرطیکہ بیوی نے تکمیل عدت کے بعد عقد ثانی نہ کر لیا ہو۔

دوسرا موقف: مجرم پر حد شرعی نافذ ہوگی:

فقہاء کے دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب پر قتل کی حد نافذ ہوگی۔ توہین کے مرتکب کو کفر یا ارتداد کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ توہین رسالت کے جرم میں قتل کیا جائے گا کیونکہ نبی کی توہین حدود میں سے ایک حد ہے جس کی سزا قتل ہے (۳۱۶) نبی کی توہین کے جرم پر نافذ ہونے والا قتل توبہ سے ساقط نہیں ہوگا (۳۱۷)

یہ مؤقف امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ کا ہے۔ ابن سحنون، اللیث، اسحاق بن راھویۃ۔ قاضی ابو محمد نصر، قاضی عیاض، الخطابی، ابن المنذر، الخرشی اور اصحاب شافعیہ میں سے ابو بکر فارسی کی بھی یہی رائے ہے (۳۱۸)

ابن قاسم نے مالک سے روایت کیا ہے:

من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المسلمین قتل ولم یستتب (۳۱۹)

جو مسلمان نبی اکرم ﷺ کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ نہیں ہوگی۔

قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک سے نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والے شخص کے بارے میں پوچھا کہ عراقی فقہاء نے اس شخص کو کوڑے لگانے کا

فتوی دیا ہے۔ مالک غصہ میں آگئے اور فرمایا

یا امیرالمؤمنین مابقاء الامۃبعد شتم نبیھا؟ من شتم الانبیاء قتل ومن شتم اصحاب النبی صلی اللہعلیہ وسلم جلد

اے امیر المؤمنین اپنے نبی کو گالی دینے کے بعد امت کے باقی رہنے کا کیا جوازرہ جاتا ہے؟ جس نے انبیاء کو گالی دی اسے قتل کیاجائے گا اور جو صحابہ کرام کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعا قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ عراقی فقہاء کون سے ہیں جنہوں نے ہارون الرشید کو یہ فتوی دیا تھا حالانکہ عراق والوں کا مذہب یہ ہے کہ رسول کو گالی دینے والا موجب قتل ہے۔ شائد ان لوگوں کو صحیح علم نہ پہنچا ہو۔ یا اس نے خواہشات نفس کی پیروی کی ہو یا اس نے جو کچھ کہا ہو وہ گالی شمار نہ ہوتی ہو اور اس میں اختلاف ہو کہ یہ گالی ہے یا نہیں یا گالی دینے والا تائب ہو گیا ہو اور اصل واقعہ نہ بتلایا گیا ہو۔

قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کردینے پر اجماع ثابت ہے۔(۳۲۰)

ابن تیمیہ نے امام احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے

لا تقبل توبۃ من سب النبی صلی اللہعلیہ وسلم(۳۲۱)

جس نے نبی ﷺ کو گالی دی اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

محمد بن سحنون کا قول ہے:

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہعلیہ وسلم المتنقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ وحکمہ عندالامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر(۳۲۲)

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کو گالی دینے والا اور آپ کا نقص بیان کرنے والا کافر ہے۔ اس پر اللہ کے عذاب کی وعید ہے اور امت کے ہاں ایسے شخص کا حکم قتل ہے اور جو ایسے شخص کے کفر اور اسے کے عذاب میں شک کرے تو وہ کفر کرے گا۔

شاتم کی توبہ کے بارے میں ابن سحنون کا مؤقف ہے:

من شتم النبی صلی اللہعلیہ وسلم من المحدین ثم تاب عن ذلک لم تزل

توبته عنه القتل (۳۲۳)

اگر مسلمان شاتم رسول ﷺ توبہ کرلے تو توبہ سے قتل کا حکم ساقط نہیں ہوجائے گا۔
کیونکہ یہ ارتداد نہیں ہے بلکہ اس نے ایسا کام کیا ہے جس کی سزا بطور حد صرف یہ ہے کہ اسے قتل کردیا جائے۔ اس میں معافی نہیں ہے۔
ابوالحسن القالبسی کی رائے ہے کہ شاتم رسول اگر توبہ کرلے تو اسے نبی کو گالی دینے کے جرم میں قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ حد ہے (۳۲۴)
ابو محمد بن ابی زید کا بھی یہی مؤقف ہے۔ شاتم رسول کے توبہ کرنے کا معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اس کی توبہ اللہ کے ہاں اسے نفع دے گی (۳۲۵)
عثمان بن کنانہ کا قول قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان نبی پر سب وشتم کرے تو اسے قتل کردیا جائے یا زندہ سولی پر لٹکادیا جائے اور اس کی توبہ نہیں قبول کی جائے گی ارو حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ اسے زندہ سولی پر لٹکادے یا اسے قتل کردے (۳۲۶)
ابن تیمیہ کہتے ہیں
ان الساب ان کان مسلماً فانه یکفر ویقتل بلاخلاف وهو مذهب الائمة الاربعة
نبی کو گالی دینے والا اگر مسلمان ہے تو اس نے کفر کیا اسے قتل کیا جائے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہ اور یہ آئمہ اربعہ کا مذہب ہے۔
جن کے نزدیک توہین رسول کے مرتکب کو بطور حد شرعی قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ سے یہ حد ساقط نہیں ہوگی، وہ اپنے اس موقف کے حق میں جو دلائل پیش کرتے ہیں ان میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل:

(i) ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیاوالاخرة واعدلهم عذاباً مهیناً (۳۲۸)
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کردیا ہے۔
(ii) ملعونین اینماثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً (۳۲۹)

ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہوگی۔ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بری طرح مارے جائیں گے۔

(iii) ذلک لھم خذی فی الدنیاولھم فی الاخرۃعذاب عظیم(۳۳۰)

یہ ذلت وسوائی تو ان کیلئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کیلئے اس سے بڑی سزا ہے۔

(iv) والذین یؤذون رسول اللہلھم عذاب الیم(۳۳۱)

اور جو اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کیلئے دردناک سزا ہے۔

(v) الم یعلموا انہ من یحاددالله ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذلک الخزی العظیم(۳۳۲)

کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

(vi) ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم . واولئک ھم الضالون(۳۳۳)

بے شک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے گئے ان کی توبہ ہر گز قبول نہ ہوگی۔ ایسے لوگ تو پکے گمراہ ہیں۔

سنت سے دلائل:

(i) حضرت حسین ابن علیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من سب نبیاً فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ(۳۳۴)

جس نے نبی کو گالی دے اسے قتل کردو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارو۔

(ii) زید بن اسلم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

من غیر دینہ فاضربوا عنقہ(۳۳۵)

جو اپنا دین بدل ڈالے اس کی گردن ماردو

(iii) ایک اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

من بدل دنہ فاقتلوہ(۳۳۶)

جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کردو۔

ان احادیث میں قتل کا واضح حکم ہے اور یہ نہیں کہا کہ توبہ سے قتل ساقط ہو جائے گا۔

(iv) مسروق سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لایحل دم امری مسلم یشھد ان لاالہ الااللّٰہ وانی رسول اللّٰہ باحدی ثلاث: النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق من الدین التارک الجماعة (۳۳۷)

جو کوئی مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون حلال نہیں ہے مگر ان تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ جان کے بدلے جان، اور شادی شدہ زانی اور دین سے نکلنے والا جماعت کو چھوڑنے والا۔

لہذا اگر قاتل اور زانی کی توبہ سے ان پر قتل کی حد ساقط نہیں ہوتی تو اسی طرح دین سے نکلنے والے کی توبہ سے بھی حد قتل ساقط نہیں ہوگی۔

تعامل صحابہ وتابعین:

امیر یمن مہاجر بن ابی امیہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول کو بتایا کہ یمن میں ایک عورت مرتدہ ہو گئی اس نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دی تھیں۔ مہاجر نے اس عورت کے سامنے والے دانت تڑوا دیے اور اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے اس کو فرمایا:

لولامافعلت لامرتک بقتلھالان سب الانبیاء لیس یشبہ الحدود (۳۳۸)

اگر تم ایسا نہ کرتے تو میں تم کو اس عورت کے قتل کا حکم دیتا کیونکہ انبیاء کرام کو گالی دینے والوں کی سزا عام لوگوں کو گالی دینے والے کی سزا کے برابر نہیں ہونی چاہیے۔

کوفہ کے گورنر نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے ایسے شخص کو قتل کردینے کے بارے میں دریافت کا جس نے حضرت عمرؓ کو گالی دی تھی۔ آپ نے حاکم کوفہ کو لکھا:

انه لا یحل قتل امری مسلم بسب احدمن الناس الا رجلا سب رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیه وسلم فمن سبه فقد حل دمه(۳۳۹)

انسانوں میں سے کسی کو گالی دینے کی بنا پر کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ماسوائے اس شخص کے جو نبی اکرم ﷺ کو گالی دے پس جو نبی اکرم ﷺ کو گالی دے اس کا خون حلال ہے۔

لہذا نبی کو گالی دینے والے اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔ اس کے کفر یا ارتداد کے سبب سے یہاں اسے قتل نہیں کیا جارہا ہے۔ ایسا شخص زندیق کی مانند ہے. جس کی توبہ سے قتل کا حکم ساقط نہیں ہوتا(۳۴۰) نبی کو گالی دینا اور آپ کی توہین کرنا کفر، ارتداد اور محاربہ سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی اکرم ﷺ کی ذات ہر قسم کی توہین اور ہزیمت سے محفوظ فرمائی ہے۔ لہذا جو شخص نبی کی توہین کرتا ہے وہ اللہ کی حد کو توڑتا ہے وہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل نہیں ہوتا بلکہ دین اسلام ہی کی ایک حد کو توڑتا ہے۔

قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ شاتم رسول کا معاملہ مرتد کے ارتداد جیسا نہیں ہے۔ جس میں توبہ قبول کی جاتی ہے۔ ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کا تعلق صرف مرتد کی ذات سے ہوتا ہے اور اس میں کسی اور کا حق شامل نہیں ہوتا۔ اس لئے مرتد کی توبہ قبول کرلی جاتی ہے۔ جبکہ جس شخص نے نبی کو گالی دی اس نے ایسا جرم کیا جس میں ایک دوسرے شخص یعنی نبی کا حق شامل ہوگیا۔ اور وہ ایسے مرتد کی طرح ہوگیا جو جرم ارتداد کے ساتھ ساتھ جرم قتل بھی کر بیٹھے یا کسی پر تہمت زنا لگا دے۔ ایسا مرتد اگر توبہ کرلے تو اس پر سے قتل یا تہمت زنا کی حد قتل ساقط نہیں ہوگی، بلکہ وہ قصاص یا قذف میں بطور حد قتل کیا جائے گا(۳۴۱)

شاتم رسول کی توبہ قبول نہ کرنے اور اسے بطور حد قتل کرنے کے حق میں قاضی ابو محمد نصر کہتے ہیں کہ اللہ کو گالی دینے والے اور نبی کو گالی دینے والے میں فرق یہ ہے کہ

نبی بشر ہیں اور بشر ایک ایسی جنس ہے کہ اسے نقصان لاحق ہوسکتا ہے لیکن اللہ ہر قسم کے نقصان سے بالا ہے (۳۴۲) لہذا اللہ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ لیکن نبی کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو گالی دینا صرف کفر ہی نہیں ہے بلکہ آپ کو گالی دینے والے نے آپ کو عیب دار کیا اور آپ کی عزت کو ٹھیس پہنچائی۔ اب اگر اس نے توبہ کرلی تو اس پر سے کفر ساقط ہوگیا اور ہم اس کے ظاہر کو لیتے ہوئے اسے کافر نہیں کہیں گے۔ اس کے باطن کا حال اللہ جانتا ہے لیکن اس نے گالی دینے کا جو جرم کیا ہے اس کا حکم تو مجرم پر باقی ہے جس کی رو سے اسے قتل کیا جائے گا (۳۴۳)

وکلام شیوخنا هوء لاء مبنی علی القول بقتله حدا لا کفرا (۳۴۴)

ہمارے مشائخ کے قول کی بنیاد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گالی دینے والے کو بطور حد قتل کیا جائے گا نہ کہ اس کے کفر کی وجہ سے۔

لہذا نبی ﷺ کو گالی دینے والے پر حد قتل واجب ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہوگی جیسے کہ دیگر حدود میں مجرم کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں مالکیہ اور حنابلہ کا موقف راجح نظر آتا ہے۔

غیر اسلامی ریاست میں توہین رسالت:

اگر کوئی مسلمان غیر اسلامی ریاست میں توہین رسالت کا ارتکاب کرتا ہے تو قطع نظر اس کے کہ اس ریاست کے قوانین کے تحت اس جرم کی کیا سزا ہے۔ مجرم پر شریعت اسلامی کے احکام نافذ ہوں گے۔ مسلمان خواہ کہیں بھی رہتا ہو وہ شریعت کا پابند ہے۔ شریعت اسلامی سے بھاگ کر غیر اسلامی ریاست میں چلا گیا ہے تو اسے واپس بلوایا جائے گا۔ ریاستوں کے مابین مجرموں کے تبادلہ کے معاہدے ہوتے ہیں۔

اگر اس ملک میں مسلم اقلیت کیلئے مسلم پرسنل لاز نافذ ہیں اور انہیں قانونی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے باہمی مقدمات شریعت اسلامی کے مطابق طے کریں تو وہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ مجرم کو عدالت میں لے جائیں لیکن اگر انہیں ایسا کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہے تو وہ مجرم کو از خود سزا نہ دیں کیونکہ ایسا کرنے سے وہ خود ملکی قانون کے تحت مجرم

قرار پا کر مستوجب سزا ہوں گے۔

نبی پر قذف کی حد توبہ سے ساقط نہیں ہوگی:

نبی اکرم ﷺ پر قذف لگانے والے کی توبہ سے اس پر حد قذف ساقط نہیں ہوگی کیونکہ دیگر حدود کی طرح قذف کی حد توبہ کرلینے سے ساقط نہیں ہوجائے گی۔ حضرت ابن عباسؓ کی یہی رائے ہے کہ قذف میں توبہ قبول نہیں ہوگی(۳۴۵)

احناف اور شوافع جو توہین رسالت کے فعل کو ارتداد قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک مرتد کی توبہ قبول ہونے کی وجہ سے نبی پر قذف لگانے والے کی توبہ بھی قبول کی جائے گی اورقاذف کا قتل ساقط ہوجائے گا۔ مالکیہ اور حنابلہ کاموقف یہ ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب پر حد شرعی نافذ ہوگی۔ ان کے مطابق نبی پر قذف لگانے والے کی توبہ سے اس پر حد قذف ساقط نہیں ہوگی۔ اس موقف کی وضاحت کرتے ہوئے حنبلی فقیہہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

ان هذا حد قذف فلايسقط بالتوبة كقذف غير ام النبى صلى اللهعليه وسلم ولانه لو قبلت توبته وسقط حده لكان اخف حكما من قذف احادالناس لانه قذف غيره لا يسقط بالتوبة ولا بد من اقامته (۳۴۶)

قذف کی حد توبہ سے ساقط نہیں ہوگی جس طرح نبی کی والدہ کے علاوہ کسی اور پر قذف کرنے والے کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ اگر نبی پر قذف لگانے والے کی توبہ قبول کرلی جائے اور اس سے حد ساقط کرلی جائے تو نبی پر قذف کسی عام انسان پر قذف سے خفیف جرم بن جائے گا کیونکہ کسی دوسرے شخص پر قذف لگانے والے کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی بلکہ اس پر حد لازماً نافذ کی جاتی ہے۔

حوالہ جات

۱۶۲. ابن حجر: فتح الباری . کتاب الحدود ج۱۲ ص:۸۶. کتاب المناقب ج٦ : ص:٥٦٦

۱۶۳. ابن سعد، محمد. المتوفی ۲۳۰ھ . الطبقات الکبری . دارصادر بیروت ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء ج:۱ص:۲۰۱

۱۶۴. صحیح بخاری . کتاب الانبیاء ج:۲ ص:۳۳۹

۱۶۵. حوالہ بالا. کتاب استتابة المرتدین ج:۲ص:۳۷۵

۱۶۶. حوالہ بالا. کتاب التفسیر ج۲ ص:۷۴۹

۱۶۷. واقدی ، محمد بن عمر بن واقد . المتوفی ۲۰۷ھ کتاب المغازی تحقیق مارسدن جونس مطبعة جامعة آکسفورڈ۱۹۶۶ھ ج:۲ ص:۱۰۷

۱۶۸. مسلم بن الحجاج. صحیح مسلم. مع مختصر شرح نووی. مترجم وحیدالزمان . نعمانی کتب خانہ، اردوبازار لاہور. ۱۹۸۱ء. کتاب الفضائل. ج:٦ص:۵۳

۱۶۹. ابن کثیر. تفسیر ابن کثیر (اردو) ج:۴ ص:۳۲۲

۱۷۰. ابن ہشام، سیرت ابن ہشام. مترجم محمد اسماعیل پانی پتی. مقبول اکیڈمی . شاہ عالم مارکیٹ لاہور، ۱۹۶۱ء ص:۵۲۸
ابن تیمیہ، منتقی الاخبار. مترجم مولانا محمد داؤد راغب دارالدعوة السلفیہشیش محل روڈ لاہور. ۱۹۹۲ء ج:۲ ص:۵۶۲

۱۷۱. ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر (عربی) مجاہد اکیڈمی اردو بازار لاہور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء ج:۲ ص:۳۶۳

۱۷۲. حوالہ بالا ج:۲ص:۳۶۳

۱۷۳. صحیح بخاری . کتاب التفسیر. ج:۲ ص:۹۴۶

۱۷۴. حوالہ بالا. کتاب المغازی، ج۲ ص:۵۷۴

۱۷۵. المسعودی، ابوالحسن علی بن الحسن بن علی. ولادت ۳ صدی ھ/۹ صدی ھ بغدادتنبیہ واشرا ف(تاریخ مسعودی) مترجم مولانا عبداللہ العماری دارالطبعجامعہ عثمانیہ حیدرآباد. ۱۹۲٦ء ص:۵۵.۵٦

۱۷٦. ابن قیم . محمد بن ابی بکر الجوزی المتوفی ۷۵۱ھ زاد المعاد مترجم رئیس احمد جعفری نفیس اکیڈمی ۱۹۲٦ء ج۳.ص:۴۹۷
المسعودی ا تنبیہ واشراف (تاریخ مسعودی)ص:۵۵.۵٦

۱۷۷. ابن تیمیہ . الصارم المسلول علی شاتم الرسول. ص:۴۹

۱۷۸. ابن حجر. فتح الباری ج:۱۰ ص:۲۴٦

۱۷۹. طبری . تاریخ طبری ج۱ ص:۳٦۲
۱۸۰. ابن سعد، محمد. طبقات ابن سعد. مترجم علامه عبدالله العمادی. دوسرا ایڈیشن نفیس اکیڈمی کراچی . ج:۱ ص:۱۷۲
۱۸۱. صحیح بخاری. کتاب الطب ج۳ ص:۲۹۸. کتاب المغازی. ج۲ ص:٦۱۹
۱۸۲. ابن حجر: فتح الباری . ج:۱۰ ص:۲۴۵
۱۸۳. بوداؤد سلیمان بن الاشعث . المتوفی ۲۷۵ھ. سنن ابوداؤد .مترجم وحیدالزمان . اسلامی اکیڈمی لاہور. کتاب الدیات ج:۳ص:۴۱۴تا۴۱٦
۱۸۴. طبقات ابن سعد، ج۱ ص:۱۷۲
۱۸۵. ابن خلدون، عبدالرحمن المتوفی ۸۰۸ھ، تاریخ ابن خلدون . مترجم حکیم احمد حسین عثمانی ، نفیس اکیڈمی کراچی. جون ۱۹٦٦ حصه اولص:۱۲۵۰
۱۸٦. ابن حجر: فتح الباری . ج:۱۰ ص:۲۴۵
۱۸۷. سورة آل عمران آیت :۱۸٦
۱۸۸. صحیح بخاری . کتاب التفسیر ج:۲ ص:۴۹۷
۱۸۹. صحیح مسلم . ج٦ ص:۵۴
۱۹۰. صحیح بخاری کتاب التفسیر.ج:۲ ص:۹۴٦
۱۹۱. صحیح مسلم . کتاب الجهاد والسیر ج:۵ ص:٦۰
۱۹۲. البلاذری احمد بن یحیٰ بن جابر. المتوفی ۲۷۹ھ فتوح البلدان . مترجم سید ابوالخیرمودودی نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۰ء حصه اول ص:۷۳
۱۹۳. ابن سعد. الطبقات الکبریٰ ج:۲ ص:۱۴۲
۱۹۴. ابن سعد. طبقات ابن سعد، ج۱ ص:۴۷۸
۱۹۵. ابن الاثیر. علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبد الواحد المتوفی ٦۳۰ھ/۱۲۳۲ء. الکامل فی التاریخ دارصادربیروت ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء ج۲ ص:۲۴۸.۲۵۱
۱۹٦. ابن هشام . سیرت ابن هشام ص:۵۰۳
۱۹۷ النسائی ، احمد بن شعیب بن علی. المتوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی . مترجم مولانا دوست محمدشاکر. مولانا محمد عبدالستار قادری، حامد اینڈکمپنی‌اردوبازار لاہور.ج۳ ص:۱۰٦
۱۹۸. واقدی . کتاب المغازی . ج۲ ص:۸٦۰
۱۹۹. ابن سعد. الطبقات الکبری. ج۲ ص:۱۴۰
۲۰۰. سنن نسائی . ج:۳ ص:۱۰٦

(۱) ۲۰۰. المقریزی ، تقی الدین احمد بن علی. امتاع الاسماع. صححه وشرحه محمود محمدشاکر الشئون الدینیة بدولة قطر، لجنة التالیف والترجمةوالنشر. الطبعة الثانیة. ص:۳۹۳
۲۰۱. طبری . تاریخ طبری. ج۱ ص:۲۹۹
۲۰۲. ابن ہشام . سیرت ابن ہشام ص:۴۹۸
۲۰۳. واقدی، کتاب المغازی. ج:۲ ص:۸۵۴
۲۰۴. ابن الاثیر. الکامل فی التاریخ . ج:۲ ص:۲۵۱
۲۰۵. البلازری. فتوح البلدان، حصه اول ص:۴۳
۲۰۶. واقدی، کتاب المغازی. ج:۲ ص: ۸۶۰
۲۰۶.۱. ابن ہشام . سیرت ابن ہشام ص:۴۹۹
۲۰۷. ابن ہشام . السیرة النبویة. دارا حیاء التراث العربیة بیروت بسان. ج:۴ ص:۵۲
۲۰۸. ابن سعد. طبقات ابن سعد، حصه اول ص:۴۸۱
۹۰۹. سنن ابوداؤد.
۲۱۰. سنن نسائی ج:۳ص:۱۰۶
۲۱۱. صحیح بخاری . کتاب المغازی ج:۲ص:۶۳۱
۲۱۲. ابن قیم زادالمعاد. ج:۳ ص:۵۰۵
۲۱۳. امیرعلی،سید. روح اسلام. مترجم محمد ہادی حسن. اداره ثقافت اسلامیه . کلب روڈ لاہور۱۹۸۰ء ص:۱۹۲
۲۱۴. شبلی نعمانی . سیرت النبی . مکتبه تعمیرانسانیت اردوبازار لاہور۱۹۷۵ء ج:۱ص:۵۱
۲۱۵. حواله بالا ج:۱ص:۳۸۲تا۳۸۴
۲۱۶. ابن قیم، زادالمعاد ج:۲ص:۳۵۴ . الخطیب البغدادی، احمد بن علی. تاریخ بغداد. قاهره. ۱۹۳۱ء ج:۴ ص:۱۲.۱۱
۲۱۷. سد امیر علی. روح اسلام . ص:۲۰۵
۲۱۸. ابن ہشام . سیرت ابن ہشام، ص:۴۹۹
۲۱۹. ابن تیمیه، الصارم المسلول علی شاتم الرسول . ص:۱۳۵
۲۲۰. سورة المائده آیت :۱۳
۲۲۱. سورة آل عمران آیت:۱۵۹
۲۲۲. ابن حجر: فتح الباری . :۸۶:۱۲، کتاب المناقب ج:۶ص:۵۶۶
۲۲۳. قاضی عیاض .
۲۲۴. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ . ج:۱ص:۲۰
۲۲۵. مودودی . سید ابوالاعلیٰ. سیرت سرور عالم، اداره ترجمان القرآن لاہور.ج:۲ص:۵۰۴

ابن هشام . السیرت النبوة. ج:۲ص:۳۰۲
۲۲۶. صحیح بخاری. کتاب الوضو. ج:۱ ص:۱۷۳
۲۲۷. صحیح مسلم . کتاب الجهاد والسیر ج:۵ص:۴۷
۲۲۸. ابن اسحاق . سیرت ابن اسحاق . شامل"نقوش "سیرت نمبر.ج:۱۱ ص:۲۸۹/سیرت ابن هشام ص:۲۰۲
۲۲۹. سورة الحجر، آیت :۹۵
۲۳۰. سورة النجم ، آیت :۱
۲۳۱. مودودی ، سیرت سرور عالم، ج:۲ص:۵۰۱ (بحواله الاستیعاب لابن عبدالبر، الاصابه لابن حجر، انساب الاشراف للبلاذری
۲۳۲. ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ (اردو)ج:۲ ص:۷۳
۲۳۳. ابن سعد. الطبقات الکبریٰ، ج:۱ ص:۲۶۰
۲۳۴. عبدالرزاق بن همام الصنعانی. المتوفی ۲۱۱ه/ المصنف. تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی المکتب الاسلامی بیروت لبنان .۱۳۹۲ه/ ۱۹۷۲ءج:۵ص:۳۰۷
۲۳۵. حواله بالا ج:۵ ص:۳۰۸
۲۳۶. حواله بالا ج:۵ ص:۳۰۷
۲۳۷. ابن سعد. طبقات الکبریٰ، ج:۲ ص:۲۸
واقدی، کتاب المغازی. ج:۱ ص:۱۷۳
۲۳۸. عبدالرزاق . المصنف. ج:۵ص:۳۵۵
۲۳۹. جواله بالا ج:۵ص:۳۵۵.ابن سعد. طبقات الکبریٰ، ج:۲ ص:۴۶
۲۴۰. سعرة الفرقان . آیات :۲۷تا ۲۹
۲۴۱. صحیح بخاری. کتاب المغازی. ج:۲ ص:۵۲۸. صحیح مسلم . کتاب الجهاد والسیر ج:۵ص:۸۰. سیرت ابن اسحاق .شامل"نقوش" سیرت نمبر.ج:۱۱ص:۳۳۶. الکامل لابن الاثیر ج:۲ص:۱۴۳ کتاب المغازی للواقدی ج:۱ص:۱۸۹.۱۹۰. الطبقات الکبریٰ لابن سعدج:۲ ص:۳۱. امتاع الاسماع للمقریزی. ص:۱۰۸
۲۴۲. ابن سعد. الطبقات الکبریٰ، ج:۲ ص:۲۸
۲۴۳. واقدی، کتاب المغازی. ج:۱ ص:۱۷۵
۲۴۴. ابن هشام. سیرت ابن هشام(اردو)ص:۴۳۱
۲۴۵. صحیح بخاری . کتاب المغازی. ج:۲ص:۵۳۰.ابن هشام . السیرة النبویة القسم الثانی ص:۲۷۳.طبری . تاریخ طبری ج:۱ص:۲۱۷
۲۴۶. سنن ابی داؤد. ج:۳ص:۳۵۶
۲۴۷. حواله بالا ج:۳ص:۳۵۵. سنن نسائی(اردو)ج:۳ص:۱۰۸

الدار قطنی ، علی بن عمر المتوفی ۳۸۵ھ سنن دارقطنی . نشرالسنة ملتان پاکستان. ج:۴ص:۲۱۷
۲۴۸. ابن الطلاع . محمد بن فرج الاندلسی . اقضیة الرسول تحقیق ڈاکٹر محمد ضیاءالرحمن اعظمی (اردوترجمه) اداره معارف اسلامی منصوره لاہور۱۹۸۷ء ص:۴۳۱ (بحواله مجمع الزوائد ۶/ ۲۶۰
۲۴۹ ابن نجیم ، زین العابدین بن ابراهیم. المتوفی ۹۷۰ھ البحرالرائق شرح کنزالدقائق المکتبة الماجدیة کوئٹه باکستان ج:۵ ص:۱۲۵
۲۵۰. ابن نجیم. الاشباه والنظائر. ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراتشی باکستان.ج:۱ص:۲۹۳
۲۵۱. ابن قیم الجوزیة محمد بن ابی بکرالمتوفی ۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء زادالمعاد فی هدی خیرالعباد. شرکة مکتبة ومطعبة مصطفیٰ البابی الحلبی واولاده بمصر ۱۹۷۰ء ج:۳ص:۲۵۷
۲۵۲. سورة البقرة آیت :۲۵۶
۲۵۳. ابن حزم. المحلیٰ تحقیق الشیخ احمد محمدشاکر. دارالافاق الجدیدة بیروت. ج:۱۱ ص: ۴۱۰
۲۵۴. صحیح بخاری . کتاب الدیات . ج:۳ ص:۶۵۶ اور ۶۷۶ صحیح مسلم کتاب القسامة ج: ص:۳۰۷
مالک بن انس . المتوفی ۱۷۹ھ الموطا .مترجم علامه وحید الزمان . اسلامی اکیڈمی اردوبازار لاہور ۱۴۰۲ھ ص :۵۳۵
احمد بن حنبل . المتوفی ۲۴۱ھ المسند. شرحه احمد محمد شاکر. دارالمعارف بمصر ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء ج:۵ص:۲۲۱
۲۵۵. سورة التوبة آیت :۱۲
۲۵۶. ابن کثیر تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۳۵۶
۲۵۷. ابن قدامه . المغنی رئاسة ادارات البحوث الاسلامیة والافتاء والدعوةوالارشاد مکتبة الریاض الحدیثة الریاض.ج:۸ص: ۱۴۰
۲۵۸. حواله بالا ج:۸ص:۱۴۱
۲۵۹. سورة آل عمران آیت:۸۹
۲۶۰. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۴۱. ابویوسف ، یعقوب بن ابراہیم المتوفی ۱۸۲ھ.
کتاب الخراج . دارالمعارف بیروت لبنان.۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء ص:۱۸۰
۲۶۱.A. البخاری . صحیح بخاری . کتاب الایمان ج:۱ ص:۹۵
۲۶۱. ابویوسف . کتاب الخراج ص:۱۷۹
۲۶۲. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۵۰

۲٦۳. حواله بالا ج:۱ ص:۱۲۴.قاضی عیاض .الشفاء ج:۲ص:۲۵۹
۲٦۴. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲۵۸طبع مصر
۲٦۵. حواله بالا ج:۱ ص:۲۵۸
۲٦٦. حواله بالا ج:۱ ص:۲۵۹
۲٦۷. ابن تیمیة الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص:۳۱۱
۲٦۸. ابن حجر العسقلانی . فتح الباری . ج:۱۲ ص:۲۷۲
۲٦۹. ابویوسف . کتاب الخراج ص:۱۸۰
۲۷۰. مالک بن انس . الموطا ص:۵۳۵
۲۷۱. ابن قدامه . المغنی ج:۸ ص:۱۴۱. ابویوسف: کتاب الخراج ص:۱۸۱
۲۷۲. ابن حجر العسقلانی . فتح الباری . ج:۱۲ ص:۲۷۰
۲۷۳. ابن الهمام . المتوفی ۸٦۱ھ . فتح القدیر مع الکفایة . المکتبة النوریة الرضویة بسکهر باکستان ج:۵ص:۳۰۸
۲۷۴. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲۵۸طبع مصر
۲۷۵. حاشیة الدسوقی . ج:۴ص:۳۰۴
۲۷٦. محمد شربینی الخطیب . مغنی المحتاج. دارالکفر. ج:۴ ص:۱۳۹
۲۷۷. ابن الهمام . فتح القدیر. ج۵ : ص:۳۰۸
۲۷۸. ابن قدامة المغنی ج:۸ص:۱۲۳
۲۷۹. حواله بالا ج:۸ص:۱۲۵
۲۸۰. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲٦۰طبع مصر
۲۸۱. حواله بالا ج:۸ ص:۱۲۵
۲۸۲. مالک بن انس . الموطا ص:۵۳۵
۲۸۳. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۲٦.قاضی عیاض .الشفاء ج:۲ص:۲۵۹
۲۸۴. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص: ۲٦۰
۲۸۵. محمد بن الحسن الشیبانی. الموطا. مترجم حافظ نذیراحمد، مسلم اکیڈمی اردوبازار لاہر ،۱۹۸۳ء ص:۴۷٦ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۲۵
۲۸٦. قاضی عیاض . لشفاء ج:۲ص: ۲٦۱
۲۸۷. حواله بالا ج:۸ ص:۲٦۱
۲۸۸. حواله بالا ج:۸ ص:۲٦۱
۲۸۹. حواله بالا ج:۸ ص:۲٦۱
۲۹۰. المجموع شرح المهذب ج۱۹ص:۲۲۹
۲۹۱. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۲۳

الفیروزآبادی، ابواسحاق ابراهیم بن علی بن یوسف . المهذب فی فقهالامام الشافعی، مطبعة عیسیٰ البابی الحلبی وشکاره بمصر ج۲ ص:۲۲۲

۲۹۲. ابن الهمام . فتح القدير. ج۵ : ص:۳۱۱

۲۹۳. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲۵۹

۲۹۴. الفيروزآبادی. المهذب ج:۲ص:۲۲۲

۲۹۵. ابن الهمام . فتح القدير. ج۵ : ص:۳۱۱

۲۹۶. مالک بن انس . الموطا ص:۵۳۵

۲۹۷. البخاری . صحیح بخاری . کتاب الدیات ج:۳ص:۶۵۶

۲۹۸. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۲۳

۲۹۹. ابن الهمام . فتح القدير. ج۵ : ص:۳۱۱

۳۰۰. ابویوسف . کتاب الخراج ص:۱۸۱

۳۰۱. ابن الهمام . فتح القدير. ج۵ : ص:۳۱۱

۳۰۲. حواله بالا . ج:۵ص:۳۱۱

۳۰۳. حواله بالا . ج:۵ص:۳۱۱

۳۰۴. الخرشی ج:۸ ص: ۴۰

۳۰۵. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۲۹

۳۰۶. المجموع شرح المهذب ج:۱۹ص:۲۳۶

۳۰۷. ابن الهمام . فتح القدير. ج۵ : ص:۳۱۳

۳۰۸. حواله بالا ج: ۵ ص:۳۱۳.قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص: ۲۶۰

۳۰۹. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۱۲۸

۳۱۰. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲۶۸

۳۱۱. شرح زرقانی علی المواهب اللدنية للعسقلانی. دارالمعرفة بيروت ۱۹۹۳ء ج:۵ ص:۳۱۰

۳۱۲. ابن الهمام . فتح القدير. ج۵ : ص:۳۱۸

۳۱۳. ابویوسف . کتاب الخراج ص:۱۸۲

۳۱۴. حواله بالا ص:۱۸۲

۳۱۵. ابن نجيم البحرالرائق شرح كنزالداقائق ج:۵ص: ۱۳۰ المجموع شرح المهذب ج:۱۹ص:۲۳۷

۳۱۶. ابن تیمیه . الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص:۲۹۵

۳۱۷. حواله بالا . ص:۱۸۲

۳۱۸. حواله بالا . ص:۴.۵.۲۹۶.۲۰۷. ابن نجيم الاشباه والنظائرج:۱ ص:۲۸۹ابن نجيم البحرالرائق ج:۵ص:۱۲۶ حاشية الدسوقی ج:۴ص: ۳۱۰ ، الخرشی ۸/۴۲

۳۲٠. حواله بالا ج:۲ص:۲۲۳
۳۲۱. ابن تیمیه . الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص:۲۹۷
۳۲۲. حواله بالا. ص:٥.قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲۱٥
۳۲۳. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲٥٥
۳۲۴. حواله بالا ج:۸ ص:۲٥٥
۳۲٥. حواله بالا ج:۸ ص:۲٥٥
۳۲٦. حواله بالا ج:۸ ص:۲۱٦
۳۲۷. ابن تیمیه . الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص:٥
۳۲۸. سورة الاحزاب . آیت :٥۷
۳۲۹. سورة الاحزاب آیت :٦۱
۳۳٠. سورة المائده آیت:۳۳
۳۳۱. سورة التوبة آیت ٦۱
۳۳۲. سورة التوبة آیت ٦۳
۳۳۳. سورة آل عمران آیت:۹٠
۳۳۴. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲۲۱
۳۳٥. البخاری . صحیح بخاری . باب استتابة المرتدین. ج:۳ ص:٦۷۴
احمد بن حنبل المسند ج:۳ص:۲٦۴
۳۳٦. مالک بن انس . الموطا. ص:٥۳٥
۳۳۷. البخاری.صحیح بخاری.کتاب الدیات.ج:۳ص:٦٥٦مسلم بن الحجاج
صحیح ملسم. باب القسامة والمحاربین.ج:۴ص:۳٠۷
۳۳۸. قاضی عیاض . الشفاء ج:۲ص:۲۲۲
۳۳۹. حواله بالا، ج:۲ ص:۲۲۳
۳۴٠. حواله بالا، ج:۲ ص:۲٥۷
۳۴۱. حواله بالا، ج:۲ ص:۲٥۷
۳۴۲. حواله بالا، ج:۲ ص:۲٥۷
۳۴۳. حواله بالا، ج:۲ ص:۲٥۷
۳۴۴. حواله بالا، ج:۲ ص:۲٥۷
۳۴٥. ابن تیمیه . الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص:۴۷
۳۴٦. ابن قدامة، المغنی ج:۸ ص:۲۳۲